امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا طاہر حسین قاسمی
■ فرقۂ ناجیہ اور غیر ناجیہ
■ رپورٹ نظامت
■ جنگی مشقیں خطرے کی گھنٹی
■ ووٹر لسٹ میں نام درج کرانے کی اہمیت
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 37 مورخہ ۱۳ر محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴ر ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

تبرکات

مجھے امارت شرعیہ پر رشک آتا ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

انگریزوں کے عہدِ حکومت کے آخری دور میں جب تحریک خلافت نے مسلمانوں کے دینی وملی شعور کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، انتشار و پراگندگی کی زندگی، اور اس کے بدترین نتائج ان کی آنکھوں کے سامنے آئے، مختلف بیرونی واندرونی اسباب کی بناء پر اجتماعی زندگی کا جذبہ ان کے اندر بیدار ہوا، الغاءِ خلافت نے ان کے دلوں کو زخمی کرکے رکھ دیا، انگریزی عدالتوں کے فیصلوں، غیر مسلموں کی تقلید، موروثی وعرفی قوانین وراثت، اور روایات وعادات، شریعت اسلامی سے انحراف، اور اس نعمتِ عظمیٰ کی ناقدری کی نحوستیں، مسلمان عورت کی مظلومی، اور نظامِ امارت کے نہ ہونے کی وجہ سے اس کو اس کا صحیح حق دلانے، اور اس کو مصائب ومشکلات سے بچانے کی دقتوں نے (جنہوں نے کبھی اس کو ارتداد، اور کبھی اس کو حرام کے سایہ میں پناہ لینے پر آمادہ کردیا) ان کی آنکھیں کھول دیں، اور ان میں سے حساس اور دردمند اصحاب کی راتوں کی نیند حرام کردی۔

یہ بے چینی ہندوستان میں اپنے اپنے مبلغ علم، اور اپنی اپنی دردمندی اور احساس کے درجہ کے مطابق عام تھی، لیکن اس سلسلہ میں قیادت ورہنمائی، اور سبقت واولیت کی سعادت اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب کی قسمت میں رکھی تھی، ہندوستان میں شاید بہت کم لوگ اس سے واقف ہیں، کہ مولانا کو اگرچہ علمی حلقوں میں وہ ناموری، اور شہرت حاصل نہیں ہوئی، جس کے وہ مستحق تھے، لیکن میرے محدود علم میں ان کا جیسا دقیق النظر اور عمیق العلم عالمِ دور دور نہ تھا، فقہ بالخصوص اصولِ فقہ پر ان کی بڑی گہری نظر تھی، سیاست وتمدن اور تاریخ کا بھی انہوں نے گہری نظر سے مطالعہ کیا تھا، خاص طور پر قانونی ودستوری باریکیوں اور ہندوستان کے دستور اور سیاسی نظاموں سے وہ گہری دل چسپی رکھتے تھے، اور اس کا انہوں نے بنظرِ غائر مطالعہ کیا تھا، ان کے تکلم وخطابت، اور تحریر وانشاء کے حصہ کی قوت وصلاحیت بھی (جس سے ان کے بہت سے معاصرین نے عام طور پر بڑی فیاضی سے کام لیا) مسلمانوں کے موجودہ حالات، مستقبل کے خطروں اور ہندوستان میں ان کے مقام کے تعین کے مسئلہ پر صرف ہوئی تھی، وہ بدلتے ہوئے ہندوستان کو اپنی چشمِ بصیرت سے اس طرح دیکھ رہے تھے، جیسا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ اس وقت چشم بصارت سے بھی نہیں دیکھ پا رہے تھے، وہ اقبال کی زبان میں ہر وقت زبانِ حال سے گویا تھے ؎

آنکھ جو کچھ دیکھتی ہے لب پہ آسکتا نہیں　　محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائیگی

مجھے دارالعلوم دیوبند میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کے دولت کدہ پر ۱۳۵۰ھ ۱۹۳۱ء میں پہلی بار ان کی زیارت، اور بار باران کی مجلسوں اور صحبتوں میں شرکت اور یکجائی کی سعادت حاصل ہوئی، میں نے مولانا مدنیؒ کو کسی کا ان سے زیادہ احترام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، یہ میری نوعمری اور طالب علمی کا زمانہ تھا، اس لیے میں ان کے علمی ذہنی مقام کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکتا تھا، پھر جب خوش قسمتی سے ان کا مولانا مدنیؒ کی رفاقت میں دو تین ہفتے برادر محترم ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب کے مکان پر لکھنؤ میں مدح صحابہؓ کی تحریک کے سلسلہ میں ۱۹۳۸ء میں قیام رہا، تو میں نے ان کو اور زیادہ قریب سے اور علم وشعور کی اس منزل میں دیکھا، جب مطالعہ وتجربہ کچھ آگے بڑھ چکا تھا پھر اپنے محبوب ومخلص دوست مولانا مسعود عالم صاحب ندوی جو ان کے نہایت گرویدہ اور معتقد تھے، اور جنہوں نے ان کے حالات وکمالات کے تعارف میں ''محاسنِ سجاد'' کے نام سے کتاب لکھی ہے، جو ان کی سب سے بہتر سوانح کہی جاسکتی ہے، ان کے متعلق بہت کچھ سنا، ان کے علاوہ فاضل گرامی مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ اور حضرت الاستاذ علامہ سید سلیمان ندویؒ سے ان کے متعلق بلند کلمات سنے۔ رفیق محترم مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر ''الفرقان'' بھی مولانا کے متعلق میری معلومات کا ذریعہ ہیں، اور وہ دین وعلم کے بعض شعبوں میں ان کی انفرادیت کے قائل ہیں۔

غرض امارت شرعیہ کے قیام کی تحریک، اور اس کا علمی وفقہی ودستوری خاکہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دلِ دردمند، وفکرِ ارجمند کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان سے اس عہد اخیر میں وہ عظیم ملی خدمت لی، جس کی نظر (مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوتِ تبلیغ کو چھوڑ کر) اس نصف صدی میں نہیں ملتی، ان کے ذریعہ سے ہندوستان کی ایک اہم اور مردم خیز ریاست (صوبہ بہار واڑیسہ) امارتِ شرعیہ کے برکات سے متعارف ومستفید ہوئی، اس تحریک کی بڑی خوش قسمتی تھی کہ اس کو اپنے پہلے ہی مرحلہ میں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ بانی وناظم اول ندوۃ العلماء کی تائید وحمایت، اور بقیۃ السلف حضرت مولانا شاہ بدرالدین صاحب کی سرپرستی حاصل ہوئی، آخر الذکر اس کے امیر اول منتخب ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مقبولیت عامہ، وجاہتِ دینی) اور ہر طبقہ کا اعتماد عطا فرمایا تھا، اس کی وجہ سے یہ کوشش جلد بار آور، قابلِ اعتماد، اور سارے ہندوستان کی مرکزِ توجہ بن گئی، بہار واڑیسہ کا صوبہ بھی بڑا خوش قسمت ہے کہ اس کا پہلا تجربہ، اور اس شجرِ طوبیٰ کا پہلا ثمر شیریں اس کے حصہ میں آیا، میں نے کئی بار یہ بات کہی ہے کہ اگر مجھے ہندوستان کے کسی صوبہ پر رشک آتا ہے، تو بہار پر، اور اگر بہار پر رشک آتا ہے، تو امارت شرعیہ کی وجہ سے، کہ وہاں مسلمان اس کی بدولت ایک ایسی زندگی گذار رہے ہیں، جو معتبر اسلامی زندگی سے قریب تر، اور جاہلی وغیر اسلامی زندگی سے بعید تر ہے۔

حضرت مولانا شاہ بدرالدین صاحبؒ امیر شریعت اول بہار کے بعد ان کے خلیفہ وفرزندِ ارجمند مولانا شاہ محی الدین صاحب امیر شریعت مقرر ہوئے، ان دونوں بزرگوں کی موجودگی میں مولانا محمد سجاد صاحبؒ بدستور نائب امیر شریعت رہے، اور وہی درحقیقت اس پورے نظام کا دماغ، اور مرکزِ اعصاب تھے، امیر شریعت کی شکل میں قلبِ دردمند، اور نائب امیرِ شریعت کی شکل میں ذہن بیدار اس نظام کو حاصل تھا، دل ودماغ کے اس تعاون نے اس نظام میں وہ اعتدال وتوازن، اور عوام وخواص کا وہ اعتماد پیدا کردیا جو ایسی عظیم تنظیم اور تحریک کے لیے ضروری ہے۔ افسوس ہے کہ ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۰ء میں مولانا سجاد صاحبؒ نے وفات پائی یہ خلاپُر ہونا بظاہر حالات آسان نہ تھا، لیکن رضا بالقضاء کے سوا کیا چارہ تھا۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ میں امیر شریعت ثانی نے بھی رحلت فرمائی، اور حضرت مولانا شاہ قمرالدین صاحبؒ کا بحیثیت امیر ثالث انتخاب ہوا، ۱۳۷۶ھ میں امیر شریعت ثالث نے بھی رحلت کی۔ اب ملک کے حالات اتنی تیزی سے بدلتے جارہے تھے، کہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ ایک نیا ہندوستان وجود میں آرہا تھا، جس میں مسلمانوں کی بحیثیت ایک حامل شریعت، اور صاحب شخصیت ودعوت ملت (جس کے متعلق ترجمان حقیقت نے صحیح طور پر کہا تھا ؎

اپنی ملت کو قیاس اقوامِ غالب پر نہ کر　　خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ)

کے کام اور مقام کا تعین، اور ہندوستان کے سیاسی، تمدنی اور قانونی چوکھٹے میں اس کو ایسی جگہ دلانا جو اس کے عقیدہ اور نظامِ زندگی کے مطابق، اور ایک آزاد جمہوری ملک میں ممکن العمل ہو، خاص ذہنی وعلمی صلاحیتوں کا طالب تھا، اس کے لیے عملی ودینی رسوخ واستقامت کے ساتھ، ذہن کی وسعت، حالاتِ حاضرہ سے باخبری، سیاسی تحریکات، اور قانونی ودستوری تبدیلیوں سے گہری واقفیت، مل کر کام کرنے، اور دوسروں کا تعاون واعتماد حاصل کرنے کی صلاحیت، جمود وتجدد کے درمیان نقطۂ اعتدال، عملی جدوجہد، اور مستعدی وسرگرمی کی عادت، یہ سب صلاحیتیں درکار تھیں، جو جدید ہندوستان کے ایک ایسے خطہ کے امیر شریعت کے لیے لابدی ہیں، جو سیاسی وعملی بیداری کا ایک بڑا مرکز ہے۔

چنانچہ جب انتخاب کا مسئلہ سامنے آیا، تو بعض ایسے لوگوں نے جن کی حالت پر نظر تھی، اور زمانہ کی نزاکت کا احساس رکھتے تھے، ازخود حضرت مولانا سید منت اللہ صاحب رحمانی کے انتخاب کا مشورہ دیا، اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا، چنانچہ شعبان ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۷ء میں مدرسہ رحمانیہ سوپول ضلع دربھنگہ کے مقام پر ایک بڑے اجتماع میں ان کا بحیثیت امیرِ شریعت رابع انتخاب عمل میں آیا۔ (بقیہ صفحہ ۱۰ر پر)

بیدار رہیں

''موجودہ حالات میں آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ بیدار رہیں، ہوشیار رہیں، تیار رہیں، ان ساری کوششوں کے خلاف جو ملک کو توڑنے کے لئے کی جارہی ہیں، یا جو دین کو مٹانے کے لئے کی جارہی ہیں، آپ کی بیداری، آپ کی چوکسی، آپ کی ہمت اور آپ کا حوصلہ ملک کو صحیح سمت دینے کے لئے کافی ہے۔''

(مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ)

بلا تبصرہ

''سال ۲۰۱۳ء میں نریندر مودی نے اس وقت کی حکومت کو روپے کی گرتی ساکھ پر الزام عائد کیا تھا، عوام نے ان کی جذباتی تقریر پر واہ مودی جی واہ! کہتے ہوئے انہیں سراہا تھا، جب مودی جی کو حکومت ملی تو پورے ملک کو دھوکہ میں رکھا، اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ وزیر اعظم ۲۰۱۳ء کی گئی تقریروں سے خوفزدہ ہیں یا پھر ۲۰۱۹ء کے لئے اس سے بہتر تقریر کی تیاری میں مشغول ہیں۔''

(رویش کمار ۱۹ر ستمبر ۲۰۱۸ء)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

آداب معاشرت:

اے ایمان والو! تم اپنے گھر کے سوا کسی گھر میں داخل مت ہو، یہاں تک کہ اجازت طلب کرلو اور اہل خانہ کو سلام کرو، اسی میں تمہارے لیے خیر ہے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرسکو۔ (سورۂ نور: ۲۷)

وضاحت: اس آیت میں اللہ رب العزت نے آداب معاشرت کا ایک اہم اصول بیان فرمایا کہ اگر کسی شخص کو کسی کے یہاں جانے کا اتفاق ہو، کوئی ضرورت آن پڑی، یا ملاقات کی غرض سے جانا ہو تو پہلے گھر والوں سے اجازت طلب کرلو، کیوں کہ بسا اوقات انسان اپنے گھر میں کوئی ایسا کام کررہا ہوتا ہے، جس پر دوسروں کو اطلاع کرنا مناسب نہیں سمجھتا، اس لیے بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا شرعاً ممنوع ہے، ایک صحابی فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، نہ اجازت طلب کی، نہ سلام کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واپس جاؤ اور واپس جاکر کہو: السلام علیکم، کیا میں اندر آسکتا ہوں، یہی مسنون طریقہ ہے کہ جب کسی کے یہاں جائیں تو اجازت طلب کرنے کے بعد سلام کرتے ہوئے اندر داخل ہوں، اگر اجازت نہ ملے تو لوٹ جائیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے کہ اگر تم سے کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس ہوجاؤ، تمہارے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب جانتا ہے، یہ بھی اسلامی آداب میں سے ہے کہ کسی کے گھر جائیں تو بالکل دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوں، بلکہ دروازے کے بائیں یا دائیں جانب کھڑے ہوں تاکہ ناگاہ کسی نامحرم پر نگاہ نہ پڑجائے، دروازے پر کھڑے کھڑے کھڑکی یا پردہ کی اوٹ سے ہرگز جھانک تانک بھی نہ کریں بلکہ مہذب وشائستہ انداز میں اجازت کا انتظار کریں اور پھر جب صاحب خانہ دریافت کریں کہ کون ہیں؟ تو اس وقت اپنا نام بتلائیے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دروازہ کھٹکھٹایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون؟ میں نے عرض کیا: میں، آپ نے فرمایا: میں میں کیا؟ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرا میں کہنا ناپسند لگا، یہ بھی آداب میں سے ہے کہ اجازت کے وقت مخاطب کو مانوس اور متوجہ کرنے کی مروجہ صورتیں اختیار کریں، اگر گھر کے دروازے پر گھنٹی لگی ہے تو اسے بجائیں، یا دروازے پر دستک دیں یا کوئی اور طریقہ جو وہاں رائج ہو استعمال کریں، اسی طرح جو اقارب ومحارم ایک گھر میں رہتے سہتے ہیں، ان کے لیے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ فجر نماز سے پہلے، دوپہر کو آرام کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد کے اوقات میں اجازت لے کر گھر میں داخل ہوں، کیوں کہ ان اوقات میں گھر والے آرام کررہے ہوتے ہیں، جن سے آرام میں خلل واقع ہوسکتا ہے، اس لیے اجازت لے کر ہی اندر داخل ہوں، بہت سے ملاقاتی لوگ بے وقت موبائل کرتے ہیں، جس سے ذہنی کوفت ہوتی ہے، ویسے فون رسیو کرنا ایک اخلاقی فریضہ ہے، نہ رسیو کرنے سے بدگمانی ہوگی، مگر خود فون کرنے والے کو بے وقت فون سے گریز کرنا چاہیے، ہاں! ناگہانی حادثے وواقعات اس سے مستثنیٰ ہیں، یہ بھی معاشرتی آداب ہیں، جن کا پاس ولحاظ رکھنے سے باہمی انس ومحبت اور تعلقات قائم رہتے ہیں۔

گناہوں سے بچیے:

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! دیکھو معمولی معمولی گناہوں سے بھی بہت خبردار رہنا، کیوں کہ اللہ کی جانب سے ان پر بھی بازپرس کرنے والا مقرر ہے۔

مطلب: بہت سے لوگ چھوٹے موٹے گناہوں کو گناہ ہی نہیں سمجھتے ہیں اور غلطیوں پر غلطیاں کرتے جاتے ہیں، یہاں تک کہ ان کے قلوب گناہوں کے سیاہ غلاف سے اس طرح ڈھک جاتے ہیں کہ رشد وہدایت کی تیز شعاعیں بھی بے اثر ہونے لگتی ہیں اور پھر ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اللہ رب العزت کی طرف سے سرزنش شروع ہوجاتی ہے، البتہ جو لوگ گناہوں پر شرمندہ اور نادم ہوجاتے ہیں اور صدق دل سے توبہ واستغفار کرلیتے ہیں تو دریائے رحمت جوش میں آتی ہے اور اس کے گناہوں کو معاف کردیتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدم کے سبھی بیٹے خطاکار ہیں اور خطاکاروں میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو خطا ہوتے ہی توبہ کرلیتے ہیں، ایک شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں بہت عبادت گذار بننا چاہتا ہوں، اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم گناہوں سے اپنے آپ کو بچالو، تم سب سے زیادہ عبادت گذار بندے بن جاؤگے، گناہ انتہائی نقصاندہ ہے، اس کی مثال بچھو کی مانند ہے، بچھو چھوٹا ہو یا بڑا، ہم اس سے دور بھاگتے ہیں کہ کہیں ڈس نہ لے، یہی حال انسان کے گناہ کا ہے؛ اس لیے ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ بڑے بڑے عبادت گذاروں سے بھی اس کا درجہ بڑھ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ گناہوں سے پرہیز کرے، اس کی وجہ سے تھوڑی سی عبادت کے باوجود بہت اونچا مرتبہ حاصل کرلے گا، گناہوں سے پرہیز کا ایک طریقہ ہمارے بزرگوں نے یہ بتایا کہ ہر کام کے وقت یہ سوچ لیا کرو کہ یہ کام جو ہم کررہے ہیں یا کرنے والے ہیں، یہ دنیا وآخرت کے لیے مضر ہے، یا مفید، اس لیے کہ اللہ رب العزت نے ہر کام کے لیے کچھ حدود مقرر کئے ہیں کہ اللہ نے جو حد مقرر کئے ہیں، ان کے قریب بھی نہ جاؤ، اگر ہم اللہ کے متعین کردہ حدود سے آگے بڑھے تو گناہ صادر ہوگا اور اگر آگے نہیں بڑھے تو گناہ بھی نہ ہوگا، اگر بالفرض صادر ہوا تو نفس ملامت کرے گا کہ میں نے یہ کام گناہ کے کئے ہیں تو پھر وہ توبہ واستغفار کرے گا؛ اس لیے مذکورہ حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے معمولی گناہوں سے بھی بچنے کی تلقین کی؛ تاکہ انسان کے اپنے نفس کو قابو میں رکھے اور ان کو بڑے گناہوں کے کرنے کا دل میں ذرہ برابر خیال بھی نہ آئے، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بے پردگی اور ہماری شرعی ذمہ داری:

آج کل عورتوں میں بے پردگی عام ہے، برہنہ سر اور نیم عریاں لباس میں راستوں اور بازاروں میں بلاضرورت گھومنا پھرنا، غیر محرموں سے میل جول اور ہنسی مزاق کرنا، غیر محرم مہمانوں کی ضیافت خود کرنا، ان کے سامنے آنا جانا کوئی عیب کی بات نہیں رہ گئی ہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ محلّہ اور سماج کے دانشوران، داعیان دین، علماء کرام اور ائمہ مساجد سب ان چیزوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں، لیکن کبھی روک ٹوک نہیں کرتے، جس کی وجہ سے بے حیائی عام ہوتی جارہی ہے، سوال یہ ہے کہ پردہ کی شرعی حیثیت کیا ہے اور ایسے ماحول میں علماء، دانشوران، ائمہ مساجد اور عام مسلمانوں کی کیا ذمہ داری بنتی ہے؟ جواب سے نوازیں۔

الجواب و باللہ التوفیق

شریعت مطہرہ میں پردہ فرض ہے، جس کی تفصیل اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر بیان فرمائی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

”قل للمومنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم الخ“(سورة النور آیت ۳۰)

”و قل للمومنات یغضضن من ابصارھن و یحفظن فروجھن و لا یبدین زینتھن الخ“(سورة النور آیت ۳۱)، ”ولا یضربن بأرجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن “(آیت ۳۱)

”ینساء النبی لستُنَّ کأحدٍ من النساء ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول فیطمع الذی فی قلبه مرض و قلن قولاً معروفاً “(سورة احزاب آیت ۳۲)، ”و قرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ“(آیت ۳۳)، ”یا أیھاالنبی قل لازواجك وبنٰتك و نساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن الخ“(آیت ۵۹)

ان آیات کریمہ میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تمہارا صحیح جائے قیام تمہارا گھر ہے۔ بیرون خانہ کی ذمہ داریوں سے تم کو اس لیے سبکدوش کیا گیا ہے، کہ تم سکون و وقار کے ساتھ گھروں میں رہو، اور خانگی زندگی کے فرائض ادا کرو۔ گھر سے باہر نکل سکتی ہو، لیکن بلاوجہ نہیں، ناگزیر ضرورت میں، بیرون خانہ بھی تمہیں اپنی عصمت وآبرو کی حفاظت کا پورا خیال رکھنا ہوگا، اس کے لیے ضروری ہے کہ تم بن سنور کر نہ نکلو، تمہارا حسن اور تمہاری زینت سب پردہ میں مستور ہو، تمہارے سروں پر حیا کی چادر یا نقاب ہو، کسی سے بات کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو سیدھے سادے انداز میں بات کرو، لچکدار اور رس بھری آواز میں (جو لوگوں کے دلوں میں گدگدی پیدا کردے) بات کرنے کی بالکل اجازت نہیں ہے، نگاہیں نیچی رکھو اور مرد حضرات بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، بدنظری سے بچیں۔

لباس کے بارے میں فرمایا کہ: تمہارا لباس جہاں باعث زینت ہو وہیں تمہارے حسن اور جسم کے نشیب وفراز کے لیے ساتر بھی ہو۔”یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم و ریشاً“(الاعراف:۲۶)

ایسا لباس جس سے بدن جھلکے اور ستر نمایاں ہو، اسلام کی نگاہ میں پسندیدہ لباس نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنے والا اور اس کے غضب کو دعوت دینے والا ہے۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم : نساء کاسیات عاریات ممیلات مائلات رؤسھن کاسنمة البخت المائلة لا یدخلن الجنة و الایجدن ریحھا(صحیح مسلم باب النساء الکاسیات العاریات ۲/۲۰۵)“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی رہیں اور دوسروں کو رجھائیں، اور خود دوسروں پر ریجھیں اور بختی اونٹوں کی طرح ناز سے گردن ٹیڑھی کرکے چلیں، وہ جنت میں ہرگز داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔

مردوں کو ہدایت دی کہ صاحب خانہ سے کچھ لینے کی ضرورت پڑجائے تو پس پردہ مانگو۔”و اذا سألتموھن متاعاً فسئلوھن من وراء حجاب (الاحزاب:۵۳)“ یہ حدبندیاں اس لیے کی گئی ہیں تاکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان خلط ملط اور بے تکلفی نہ ہو اور کوئی ایسا عمل سرزد نہ ہو، جو تقویٰ وطہارت کے خلاف ہو۔” ذٰلکم اطھر لقلوبکم و قلوبھن (الاحزاب:۵۳)“

لہٰذا صورت مسؤلہ میں عورتوں کا برہنہ سر اور نیم عریاں لباس میں رہنا، بلاضرورت راستوں اور بازاروں میں گھومنا پھرنا، غیر محرموں سے ہنسی مذاق کرنا، ضیافت ومیزبانی میں خود غیر محرم مہمانوں کے سامنے آنا جانا، ان کو کھانا کھلانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ ان ساری چیزوں سے احتراز لازم وضروری ہے۔

۲۔ جس مسلم معاشرہ میں بے پردگی رائج ہو، ایسے معاشرہ میں خواہ دانشور ہو، یا عالم، داعی ہو یا امام، ہر باشعور فرد کی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری بنتی ہے کہ بے پردگی پر سخت نوٹس لے، اس پر روک لگائے، ورنہ اگر گناہ یوں ہی فروغ پاتا رہا اور کسی نے اصلاح حال کی کوشش نہیں کی تو عوام وخواص، مجرم وغیر مجرم کوئی بھی عذاب الٰہی سے نہیں بچ سکے گا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم ضرور بھلائی کا حکم کرتے رہو اور برائی سے روکتے رہو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے اور پھر تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور تمہاری دعا قبول نہ ہو (سنن ترمذی عن حذیفہؓ ج ۲ ص ۴۰ ابواب الفتن)“۔ شرح السنہ میں ہے ” آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی خاص جماعت کے گناہ کا عذاب عام لوگوں پر نہیں ڈالتے جب تک کہ ایسی صورت نہ پیدا ہوجائے کہ وہ اپنے ماحول میں گناہ ہوتا ہوا دیکھیں اور ان کو یہ قدرت بھی ہو کہ اس کو روک سکیں، اس کے باوجود انہوں نے اس کو روکا نہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کا عذاب ان سب کو گھیر لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح / ۴۳۸) فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار **نقیب** پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 37 مورخہ ۱۳؍محرم الحرام ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۴؍ستمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

خدمت کے سو سال

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے اپنی خدمت کے ہجری سال کے اعتبار سے سو سال پورے کر لیے ہیں، بانی امارت شرعیہ ابو المحاسن حضرت مولانا محمد سجاد کی فکر نے ۱۹؍شوال ۱۳۳۹ھ کو حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کی صدارت میں ادارہ کی شکل اختیار کیا تھا، ان سو سالوں میں نشیب وفراز بہت آئے، ملکی حالات اور سیاست نے بار بار رخ بدلا، اسلامی ممالک پر مغرب کی یلغار نے اسلامی قدروں پر شب خوں مارا اور راستہ سے بھٹکانے کی جدوجہد عالمی سطح پر جاری رہی، امارت شرعیہ نے ملک وبیرون ملک کے احوال کو صحیح رخ دینے میں جو کچھ بن سکا، کیا، داخلی طور پر مسلکی بنیادوں پر تفریق اور ایک دوسرے کو ضال مضل کہنے کی روایت پر امارت شرعیہ نے پہلے دن سے پابندی لگائی اور کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر اتفاق واتحاد کی بات کہی، تنظیمی اعتبار سے ہر مسلک کے لوگوں کو جوڑا اور وہ تمام لوگ جو فروعی مسائل کو ہی اصل سمجھ بیٹھے تھے اور اس سوچ وسمجھ کے نتیجے میں کسی بھی مسئلہ پر ایک ساتھ بیٹھا نہیں کرتے تھے، ان کی شدت میں اس قدر کمی آئی کہ اب مختلف مسائل پر سب ایک ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور مل جل کر ساری تنظیموں کے دستخط سے اپیلیں جاری ہوتی ہیں اور ساری تنظیموں سے جڑے افراد اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لیے سرگرم عمل ہوتے ہیں، تنہا یہی کام اتنا بڑا ہے کہ ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی کوئی تاریخ امارت شرعیہ کے اس کردار کے ذکر کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی بعد کے دنوں میں انہیں خطوط پر کئی تنظیمیں وجود میں آئیں اور انہوں نے بھی امارت شرعیہ کے اس سلوگن اور موٹو کو کہ کلمہ کی بنیاد پر اتحاد پیدا کیا جائے، اپنایا، اس طرح اللہ رب العزت کے اس حکم پر عمل کی راہ ہموار ہوئی جس میں کہا گیا ہے کہ باہم سب متفق رہو اور نا اتفاقی مت کرو۔

امارت شرعیہ نے شعبۂ تنظیم کے ذریعہ مسلمانوں کو ایک لڑی میں پرونے کا کام کیا، انہیں اپنے نقباء اور وفود کے دورے کے ذریعہ اس بات پر آمادہ کیا کہ مسلمان ایک امت ایک جماعت بن کر زندگی گذاریں، اور اپنی زندگی کے معمولات میں اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ شریعت سے انحراف نہ ہو، بلکہ جس حد تک ممکن ہو اسلامی احکام کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور صرف عبادت ہی نہیں، معاملات ومعاشرت میں شرعی اصول وضوابط کا پورا پورا خیال رکھیں تاکہ مسلمان من حیث القوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ پر زندگی گذار سکیں، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ طریقۂ کار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی ہمارے دین کی اساس اور بنیاد ہے، اور اس سے سر مو انحراف دینی تقاضے اور اسلامی شریعت کے خلاف ہے۔

اس پیغام کو گھر گھر پہونچانے کے لئے امارت شرعیہ کا شعبۂ تبلیغ پہلے دن سے سرگرم عمل رہا ہے، اس نے قادیانیوں اور موجودہ دور میں فتنۂ شکیلیت سے لوگوں کو باخبر کرنے کے لیے مہم چلائی، اور زونل میٹنگیں کر کے مدارس اسلامیہ کو متوجہ کیا کہ وہ اپنے اپنے حلقوں میں مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا تعاقب کریں، اور ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھیں، چنانچہ اس سلسلے میں مختلف جگہوں پر خصوصی اجلاس ہوئے اور لوگوں کو اس فتنہ کے مہلک اور مضر اثرات واحوال سے باخبر کرایا گیا، ماضی میں سدھی سنگٹھن کی تحریک اور گدی برادری کے درمیان پھیلے ارتداد کی لہر کو قابو میں کیا گیا، اس شعبہ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کام کو آگے بڑھایا، اس پر مداومت کے لیے مکاتب ومدارس قائم کیے گیے۔

امارت شرعیہ کی سوچ یہ رہی ہے کہ تعلیم ترقی کی شاہ کلید ہے، بنیادی دینی تعلیم کا حصول تو فرضی ہے، اس لیے مکاتب کے قیام کی تحریک چلائی گئی، اس سلسلے میں خود کفیل نظام تعلیم کے فروغ پر زور دیا گیا؛ تاکہ لوگ جس طرح کھانے، پینے، رہنے سہنے اور کپڑے وغیرہ پر اپنی ذاتی رقم خرچ کرتے ہیں، دوسری طرف نہیں دیکھتے، اس کام کو بھی اپنی بنیادی ضرورت کا حصہ سمجھیں اور وسائل ومالیات کے لیے دوسروں کی طرف نہ دیکھیں، امارت شرعیہ نے بہت سارے مکاتب کے معلمین کو جزوی وظیفہ دینا بھی شروع کیا؛ تاکہ مضبوط بنیادوں پر اس کام کو کیا جا سکے، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم کے لیے امارت شرعیہ نے دار العلوم الاسلامیہ، المعہد العالی، اسکول، ہائی اسکول اور ٹیکنیکل انسٹی چیوٹ قائم کیا تاکہ صالح بنیادوں اور دینی خطوط پر تربیت کے ساتھ نوجوانوں میں اعلیٰ تعلیم کے ساتھ معاشی تگ ودو کے لیے فنی مہارت بھی پیدا ہو سکے، مدارس اسلامیہ میں معیار تعلیم، نصاب تعلیم اور نظام تعلیم میں یکسانیت لانے کے لیے وفاق المدارس الاسلامیہ بھی قائم کیا، جس سے بہار، جھارکھنڈ کے مدارس بڑی تعداد میں منسلک ہیں، موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم نے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے سی بی اس ای نصاب ونظام پر مشتمل اسکولوں کے قیام پر خصوصی توجہ دی، چنانچہ گریڈیہ اور رانچی میں یہ سلسلہ کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے، آئندہ اس میں مزید توسیع کی کوشش کی جا رہی ہے۔

امارت شرعیہ کی شناخت ملک وبیرون ملک میں دار القضاء کے حوالہ سے ہے، پورے سو سال سے امارت شرعیہ اس میدان میں مسلمانوں کے جھگڑوں کا تصفیہ کرتی آرہی ہے، جس سے مسلمانوں کو عدالت کے چکر لگانے نہیں ہوتے کم وقت اور کم پیسے میں فیصلے ہو جاتے ہیں اور ہندوستانی عدلیہ پر مقدمات کا بوجھ اس کی وجہ سے کم ہوتا ہے، مرکزی دار القضاء پھلواری شریف کے علاوہ اس وقت چونسٹھ (۶۴) ذیلی دار القضاء بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ میں کام کر رہے ہیں، موجودہ امیر شریعت کے عہد میں دس دار القضاء نئے قائم کیے گئے، اس سلسلے کو مزید وسعت دینے کے لیے امارت شرعیہ اپنے محدود وسائل کے باوجود کوشاں ہے، اس شعبہ کا شریعت اسلامی کے احکام، خصوصا عائلی قوانین کی تنفیذ میں بڑا اہم کردار رہا ہے، اس کی افادیت کی وجہ سے دوسرے اداروں نے بھی اس کام کو اپنی سطح سے کرنا شروع کر دیا ہے یہ ایک اچھی پیش رفت ہے، حکومت بھی چاہتی ہے کہ عدالتوں پر مقدمات کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے ثالثی کے نظام کو ریاستی سطح پر مضبوط اور منظم کیا جائے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ شرعی ہدایت پر زندگی گذارنے کے لیے شرعی مسائل کا علم بہت ضروری ہے، اس کے لیے امارت شرعیہ کا دو دار الافتاء زمانہ قدیم سے کام کر رہا ہے، ان میں سے ایک مرکزی دفتر میں قائم ہے اور ایک جامعہ رحمانی مونگیر میں، امارت شرعیہ کے فتاوے کی حیثیت ملک وبیرون ملک میں مسلم ہے اور کہنا چاہیے کہ اس کے فتاوے سکۂ رائج الوقت کی طرح چلتے ہیں، مسلمانوں کی شرعی رہنمائی کے لیے اس شعبہ کی خدمات انتہائی قابل قدر ہیں، فتاویٰ کے مجموعے بھی چھپ رہے ہیں، جس سے بڑے پیمانے پر مسلمانوں تک ان فتاووں کو پہونچانا آسان ہو گیا ہے۔

خدمت خلق بھی امارت شرعیہ کا اہم کام ہے، اس کے لیے امارت شرعیہ کے دو ہوسپٹل ایک پٹنہ دوسرے راورکیلا میں اور آؤٹ ڈور سنٹر کام کر رہے ہیں، غریبوں کی مدد، بیواؤں کے وظائف، غریب بچیوں کی شادی میں مالی تعاون، زمینی اور آسمانی آفت ومصیبت کے وقت ریلیف ورک، سب خدمت خلق کے جلی عنوانات ہیں، امارت شرعیہ کا ریلیف ورک پورے ہندوستان میں تعاون اور سسٹم کی وجہ سے ممتاز ہے، جس کا اعتراف اپنے ہی نہیں غیروں کو بھی ہے۔

امارت شرعیہ ان تمام کاموں کی انجام دہی کے لیے مسجد کے منبر ومحراب اور وہاں کے علماء وائمہ کی اہمیت کو خوب سمجھتی ہے، یہی وجہ ہے کہ امارت شرعیہ میں شعبہ امور مساجد بھی سرگرم عمل ہے، اسلامی احکام اور مقاصد امارت شرعیہ کو لوگوں تک پہونچانے کے لیے منظم انداز میں یہ کام بھی کیا جا رہا ہے، امارت شرعیہ کے شعبۂ دعوت سے منسلک افراد ذمہ داران اور علماء کرام کی جدوجہد اس سلسلے میں مثالی رہی ہے، امارت شرعیہ کے ذریعہ قائم دار العلوم الاسلامیہ ٹرسٹ، المعہد العالی ٹرسٹ، امارت شرعیہ ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ اور وفاق المدارس الاسلامیہ رجسٹرڈ سے متعلق افراد بھی اس کام کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور حسب استطاعت عوامی بیداری لانے کے لیے کام کرتے ہیں۔

کام جس بڑے پیمانے پر کیا جائے، وسائل اور مالیات کی ضرورت اسی قدر ہوتی ہے، امارت شرعیہ کا بیت المال (جہاں عام مسلمانوں کے زکوٰۃ وصدقات، فطرہ وعطیات اور عشر کی رقومات جمع ہوتی ہیں) کے ذریعہ ہی یہ کام انجام پاتے ہیں، اکابر امارت شرعیہ نے ہر دور میں اس نظام کو مستحکم کرنے پر زور دیا ہے، سارے رفاہی کام کے لیے سرمایہ اسی بیت المال میں جمع ہوتا ہے، جنگ سمر ہو یا بلقان، ۱۹۶۴ کی عرب اسرائیل جنگ ہو یا گجرات، بھاگلپور، جمشید پور اور دوسرے مقامات کے فسادات، کشمیر کچھ بھج، بہار وغیرہ کا زلزلہ ہو یا شمالی بہار میں ہر سال آنے والا سیلاب، کشمیر اور کیرالہ میں پانی کا قہر ہو یا زمین کھسکنے اور پہاڑوں کے تودے گرنے سے تباہی سب میں بیت المال کی ضرورت پڑتی ہے، یہ شعبہ جس قدر مضبوط ہوگا، مشکل حالات میں اسی قدر امداد وراحت رسانی کا کام کیا جا سکے گا۔

امارت شرعیہ نے بانی امارت شرعیہ کے عہد سے ہی سیاسی راہنمائی کو بھی اپنے کام کا حصہ بنایا، انڈی پنڈنٹ پارٹی کا قیام اور اس کے ذریعہ حکومت سازی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ موجودہ امیر شریعت کے دور میں "دین بچاؤ دیش بچاؤ" کے عنوان سے ۱۵؍اپریل ۲۰۱۸ء کو گاندھی میدان میں تاریخ ساز اور رکارڈ توڑ اجلاس مسلمانوں میں سیاسی بیداری پیدا کر کے شعار اسلام کی حفاظت، دین وشریعت پر استقامت اور ہندوستانی آئین کے احترام کی برقراری کے لیے بلایا گیا تھا، جس کے اثرات ملک گیر سطح پر محسوس کیے گیے اور برسوں اس کی گونج باقی رہے گی۔

امارت شرعیہ کی مجلس شوریٰ کا اجلاس ۲۳؍ستمبر ۲۰۱۸ء کو ہو رہا ہے، جس وقت یہ شمارہ آپ تک پہونچے گا یہ اجلاس ختم ہو چکا ہوگا، اس سے متعلق تفصیلات اگلے شمارہ میں آپ دیکھ سکیں گے، اس وقت تو صرف اتنا کہنا ہے کہ یہ اجلاس بڑے نازک وقت میں ہو رہا ہے، ملکی سیاست فرقہ پرستی کی راہ پر گامزن ہو چکی ہے، ہجومی تشدد کے ذریعہ مسلمان قتل کیے جا رہے ہیں، ایوان نمائندگان سے انہیں دور رکھنے کے منصوبوں پر کام کیا جا رہا ہے، ملک غیر اعلان شدہ ایمر جنسی کے دور سے گذر رہا ہے، ذرائع ابلاغ اکثر وبیشتر حکومت کے ہاتھوں بک چکے ہیں، جو فرقہ پرستی کا ساتھ نہیں دے رہے ہیں، ان کی آواز خاموش کر دی جا رہی ہے، عدم رواداری کا ماحول دن بدن بڑھتا جا رہا ہے، مساجد پر تالے ڈالے جا رہے ہیں، زندگی اجیرن ہی نہیں دوبھر ہو گئی ہے، ایسے میں اس اجلاس سے مسلمانوں کی بڑی توقعات وابستہ ہیں، ملت منتظر ہے کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے، انتظار قائدین کے اعلان کا ہو رہا ہے کیوں کہ ہم سب نے بیعت امارت کر رکھی ہے، اور بیعت امارت کا تقاضہ ہے کہ ہم سمع وطاعت کے ساتھ کام کریں، اسی میں خیر ہے اور بھلائی کے سارے راستے اسی طرف سے گذرتے ہیں۔

قابل قدر فیصلہ

۲۴؍سال بعد بالآخر اسرو سے متعلق سائنس داں اس نامی نارائن کو سپریم کورٹ سے انصاف مل گیا، نارائن کو جاسوسی کے الزام میں کیرالہ پولس نے ۲۴؍سال قبل گرفتار کر لیا تھا، معاملہ کیرل ہائی کورٹ سے سپریم کورٹ منتقل ہوا، اور عدالت عظمیٰ نے نہ صرف نارائن کو اس جھوٹے الزام سے بری کیا، بلکہ اس ذہنی کرب اور اذیت کی وجہ سے جو مذکورہ سائنسداں کو چوبیس سال تک جھیلنا پڑ، ہرجانے کے طور پر پچاس لاکھ دو مہینے کے اندر کیرالہ حکومت کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے، عدالت کو ثبوت وشوہد کی روشنی میں یقین ہو گیا کہ نارائن کو کیرالہ پولس نے جھوٹے شواہد کی بنا پر ایک سازش کے تحت گرفتار کیا تھا، کیرالہ پولس کے اس غیر ذمہ دارانہ کردار کی وجہ سے عدالت عظمیٰ نے ایک سہ نفری کمیٹی جج جسٹس وی کے جین کی سربراہی میں بنا دیا ہے، تاکہ وہ اس مقدمہ سے متعلق پولس حکام کے کردار کی غیر جانبدارانہ جانچ کر کے رپورٹ دے۔ (بقیہ صفحہ ۱۰؍پر)

یادوں کے چراغ

مولانا محمد طاہر حسین قاسمیؒ

: ایڈیٹر کے قلم سے

مولانا محمد طاہر حسین قاسمی بن عبداللطیف بن شرف الدین بن مداری میاں، علم وفضل کی تاریخی بستی دوگھرا، جالے ضلع دربھنگہ کا ۱۲ر ستمبر ۲۰۱۸ء مطابق یکم محرم ۱۴۴۰ھ روز بدھ بوقت دوبجکر دس منٹ دن ان کے آبائی گاؤں میں انتقال ہوگیا، انہیں پھیپھڑے کا کینسر تھا، جس کا علم آخری مرحلہ میں کوئی ایک ماہ قبل ہوسکا تھا، علاج کے لیے ممبئ تک دوڑ لگائی گئی، سلطان پردھان ہوسپٹل مج گاؤں، بائی کلہ (سابق نام اسماعیلیہ ہوسپٹل) ممبئ میں بھرتی کرایا گیا، ایک ہفتہ کی تشخیص اور جانچ پڑتال کے بعد ڈاکٹروں نے ناامیدی ظاہر کی چنانچہ ایک ہفتہ کے بعد گھر لائے گیے، آیورویدک دواعلاج کا بھی سہارا لیا گیا، لیکن مرض میں افاقہ کے بجائے اضافہ ہوتا رہا، بالآخر وقت موعود آگیا اور آخرت کے مسافر نے اپنی منزل کو پالیا، جنازہ دوسرے دن اٹھا، دوگھرا کی تاریخ کا سب سے بڑا جنازہ لوگوں کے ازدحام کے پیش نظر جنازہ کے لیے ایس بی بی جے ہائی اسکول دوگھرا کے وسیع میدان کا انتخاب کیا گیا، ان کے محبوب شاگرد شاہ پور بگھونی باشی رام کشور سنگھ ڈگری کالج ڈالمیانگر ڈہری آن سون شعبہ اردو کے پروفیسر مولانا قربان علی قاسمی نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دوگھرا کے مقامی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

مولانا مرحوم ۷ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کو اپنے آبائی گاؤں دوگھرا جالے ضلع دربھنگہ میں پیدا ہوئے، بچپن ہی میں والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، یتیمی کا کرب جھیلا، ماں نے سہارا دیا، ابتدائی تعلیم کے لیے مدرسہ قاسم العلوم حسینیہ دوگھرا میں داخل کیے گیے، وسطانیہ پاس کرنے کے بعد مدرسہ قاسمیہ گیا کا رخ کیا، جو اس دور میں تعلیم وتربیت کے حوالہ سے گیا کے ممتاز ترین اداروں میں شمار ہوتا تھا، حضرت مولانا قاری فخر الدین صاحب گیاویؒ کی جہد مسلسل نے اس ادارہ کو اس مقام تک پہونچا دیا تھا، ایک سال یہاں گذارنے کے بعد میرٹھ تشریف لے گیے، یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ وہاں کس مدرسہ میں آپ کا قیام رہا، البتہ یہ یقینی ہے کہ ایک سال سے زیادہ یہاں بھی ٹھہرنا نہیں ہوا، میرٹھ کے بعد تعلیمی زندگی کا آخری بڑاؤ ازہر ہند دار العلوم دیوبند تھا، یہاں کے نابغۂ روزگار اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا اور رفقاء درس میں ممتاز اور متعارف رہے، ۱۹۷۵ء میں سند فراغ حاصل کیا، اسی زمانے میں حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بگھونی کے جلسہ میں تشریف لائے، مدرسہ والوں نے ایک استاذ دینے کی درخواست کی، حضرت نے دیوبند واپسی کے بعد اس ہونہار اور نوجوان طالب علم کا انتخاب کیا، حضرت کے حکم سے مولانا کی واپسی گھر کے بجائے مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بگھونی ہوئی اور وہاں تدریسی سلسلے کے آغاز کے بعد گھر تشریف لے گیے، یہ مدرسہ بیسویں صدی کے اوائل میں قائم ہوا، سفرنامہ مظہری میں مظہر حسین سندیلوی نے ۲۰۱۸ء کے ایک سفر کے ذیل میں اس ادارہ کا تذکرہ کیا ہے، لیکن مولانا کے آنے کے قبل یہ اتنا پُر بہار نہیں تھا، عمارتوں کی بھی کمی تھی، اور تدریسی عملہ کی بھی، مولانا نے اس مدرسہ کو اپنی جد وجہد کا مرکز بنایا، اپنی محنت اولوالعزمی اور جد وجہد سے اس مدرسہ کو ہر اعتبار سے ترقی دیا، اب اس مدرسہ کی پرشکوہ عمارت کھڑی ہے، مدرسہ بورڈ کا ہے، لیکن آباد وشاداب ہے، دینی اور عصری تعلیم کا حسین امتزاج یہاں دیکھنے کو ملتا ہے، ایک طرف حفظ قرآن کا حلقہ لگتا ہے دوسری طرف قال اللہ وقال الرسول کی صدا بلند ہوتی ہے، اور ایک طرف رہبر آئی ٹی آئی سنٹر بھی ہے، جو امارت شرعیہ کی نگرانی میں نوجوانوں کو ہنر سے آراستہ کرنے کا کام کر رہا ہے، ظاہر ہے یہ بہار ایسے ہی نہیں آئی ہے، مولانا نے پوری زندگی اس کے لیے اپنا خون جگر جلایا تھا، تب جاکر یہ علم کی شمع پورے آب وتاب کے ساتھ علاقہ کو منور کرسکی، ان کے رفقاء اور انتظامیہ کی جد وجہد بھی قابل تعریف ہے، اور ظاہر ہے جب تک ٹیم ورک نہ ہو اکیلا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا، مولانا کے ساتھ رہنے اور ساتھ دینے والے بھی اسی قسم کے لوگ تھے۔ عادت اللہ کی ہے کہ جب کسی بندے سے کام لینا چاہتا ہے تو اس کی رفاقت کے لیے افراد بھی منتخب عطا کرتا ہے، مولانا نے مدرسہ اسلامیہ شاہ پور بگھونی میں ایک نسل نہیں، کئی نسلوں کی تربیت کی، بگھونی اور اس کے نواح والے مولانا سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ انہیں چھوڑنا نہیں چاہتے تھے، لیکن سرکار کے یہاں خدمت گذاری کے لیے عمر مقرر ہے، مولانا بھی ۴۴ر برسوں تک خدمت انجام دینے کے بعد ۳۱ر اکتوبر ۲۰۱۷ء کو اس مدرسہ سے پرنسپل کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے، مدرسہ کے لوگوں نے ان کے اعزاز میں ۱۲ر نومبر ۲۰۱۷ء کو الوداعیہ جلسہ رکھا تھا، اس جلسہ میں مقرر کی حیثیت سے احقر بھی حاضر ہوا تھا اور مولانا کی مقبولیت کو کھلی آنکھوں دیکھنے کا شرف مجھے بھی ملا تھا، یہ مولانا کی مقبولیت ہی کی بات تھی کہ جنازہ میں پانچ سو سے زائد لوگ تو صرف بگھونی سے گیے تھے۔

مولانا کی ازدواجی زندگی انتہائی خوش گوار تھی، حالاں کہ مولانا کی توجہ کا مرکز گھر کبھی نہیں رہا، مدرسہ کی ترقی ان کی زندگی کا مقصد اولیں تھا، جس میں وہ صدفی کامیاب ہوئے، مولانا کی شادی بلیہا دھنکول، علاقہ باج پٹی ضلع سیتامڑھی میں ہوئی تھی، ان کے خسر محترم جناب عباس انصاری بن محمد صمدانی علی انصاری حیات سے ہیں، مولانا نے پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ لڑکے اور چھ لڑکوں کو چھوڑا، مولانا اپنی زندگی میں چار لڑکی اور ایک لڑکے کی شادی سے فارغ ہوچکے تھے، دو لڑکی اور چار لڑکے کی شادی ابھی باقی تھی، اور ان میں سے کئی ابھی پڑھنے کے مراحل طے کر رہے ہیں کہ بلاوا آگیا اور جب بلاوا آجاتا ہے تو وہ کہاں ٹلتا ہے۔

مولانا سے میری ملاقات ۱۹۸۳ء سے تھی، جب میں نے دیوبند سے فراغت کے بعد تدریسی زندگی کا آغاز دار العلوم بریٹہ موجودہ ضلع سمستی پور سے کیا تھا، میرا گھر کی طرف سائیکل سے آنا جانا ہوتا تھا اور تاج پور میں گاہے بگاہے سر راہ ملاقات ہوجاتی تھی، تعلقات کا آغاز تو اسی طرح ہوا، پھر جب میں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی آگیا تو ملاقات میں کمی ضروری آئی مگر توجہ میں کمی نہیں ہوئی، مدرسہ چھوڑ کر امارت شرعیہ آنے کے بعد کتنی بار وہاں کے جلسوں میں گیا خود مجھے بھی یاد نہیں، البتہ یہ یاد ضرور ہے کہ کئی بار ان کی دعوت اور محبت کے خیال کے باوجود اپنے اعذار کی وجہ سے وہاں کے جلسہ میں شرکت نہیں ہو پائی، جس کا مجھے ہمیشہ افسوس ہوا، بعض موقعوں سے اہم معاملات میں وہ مجھ سے مشورہ بھی طلب کرتے تھے، میں نے انہیں ہر حال میں صابر، شاکر اور بردبار پایا، انہیں اپنی شخصیت کی نمائش کا شوق نہیں تھا، خاموشی سے خدمت پر یقین رکھتے تھے، طلبہ کی ذہنی نشو نما کے لیے فکر مند رہتے تھے اور آنے والے طوفانوں کا ادراک کرکے اس سے خاموشی سے نمٹنا بھی جانتے تھے، خوش اخلاقی اور طلبہ وطالبات کے لیے فکر مندی ان کی زندگی کے معمولات کا حصہ ہوا کرتی تھی۔

مولانا ہمارے درمیان نہیں رہے، ان کی یادیں باقی رہیں گی، یادیں ہی سرمایۂ حیات ہوا کرتی ہیں، وہ عجیب لوگ ہوتے ہیں جو یادوں سے پیچھا چھڑانے کے لیے اللہ سے حافظہ چھین لینے کی دعائیں کرتے ہیں۔ **اللھم اغفر وارحم وانت خیر الراحمین.**

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

فرقۂ ناجیہ اور غیر ناجیہ

: **مفتی محمد ثناء الھدیٰ قاسمی**

ماضی قریب تک علماء، صوفیاء شعراء اور دانشوروں میں ہی نہیں عام پڑھے لکھے لوگوں میں بھی حاصل مطالعہ بیاض میں لکھنے کا رواج رہا ہے۔ یہ بیاض کسی خاص موضوع پر محیط ہوتے تھے اور کبھی ان میں مختلف موضوعات پر اقوال زریں پسندیدہ اشعار، لطائف وظرائف درج ہوا کرتے تھے، مختلف کتاب خانوں میں اس قسم کی بیاض کو آج بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

ڈاکٹر غلام رسول حنفی اسعدی کی یہ کتاب ایک خاص موضوع پر دراصل ان کی بیاض ہے، جس میں انہوں نے قرآن کریم احادیث رسول اور مختلف مستند کتابوں کی مدد سے نجات یافتہ اور غیر نجات یافتہ فرقوں کے عقائد وخصوصیات کا تفصیل سے جائزہ لیا ہے، اس موضوع پر ان کا حاصل مطالعہ جسے انہوں نے اکثر وبیشتر کتابوں کی عبارتوں سے بلفظہ نقل کیا ہے۔ خاصے کی چیز ہے۔

بیاض کا ماخذ چونکہ قدیم اور جدید کتابیں ہیں؛ اس لئے ان کو پڑھتے وقت قدیم املے اور طرز تحریر سے بھی ہمیں سابقہ پڑتا ہے۔ کہیں کہیں جملوں کی ساخت اور الفاظ کی بندش بھی کمزور اور آج کے اسلوب تعبیر کے خلاف نظر آتی ہے اور ہمیں ژولیدگی کا احساس ہوتا ہے۔

لیکن ان سب کے باوجود اس کتاب میں جو چیز بہت اہم ہے وہ ہے مرتب کا خلوص، اور وہ درد جو جنت کی طرف بلانے کے لئے اس کے دل میں کروٹیں لے رہا ہے، کتاب میں مؤلف کی حیثیت وہی ہے جو کسی گھر میں آگ لگنے کے بعد بجھانے کے لئے پکارنے والے کی ہوتی ہے، اس پکار میں کبھی جملے غیر مکمل ہوتے ہیں اور کبھی اسلوب اور تعبیر کا ریشمی بند ڈھیلا ہوجاتا ہے۔ اس کے باوجود سارے لوگ اس کی آواز پر اس لئے دوڑتے ہیں کہ مقصود آگ کا بجھانا ہے۔ اہمیت الفاظ، اسلوب وتعبیر کی نہیں، مقصد کی ہے، جس کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

اس کتاب کو پڑھتے وقت اگر آپ مذکورہ بالا خیالات کو سامنے رکھیں تو ڈاکٹر اسعدی کا یہ حاصل مطالعہ آپ کے لئے انتہائی مفید، کارآمد اور عمل کو مہمیز کرنے والا ہوگا۔

دین کی بنیادی باتیں

دین کی بنیادی باتوں کا جاننا ہر مسلمان کے لیے لازم اور ضروری ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرض قرار دیا ہے، ''طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم'' کا پہلا مصداق یہی ہے کہ ضروریات دین کا علم لازما حاصل کیا جائے، آج کے اس دور میں جس سے بڑی غفلت پائی جارہی ہے، ابتدائی تعلیم کے اداروں میں جو نصاب پڑھایا جارہا ہے، اس میں بنیادی دینی تعلیم کے لیے کوئی گوشہ نہیں ہے اور اگر ہے تو صرف مسلم حلقے سے طلبہ کو لانے کے لیے اور بس، اس خانہ پری سے طلبہ وطالبات میں دین کا صحیح علم پیدا ہو پاتا ہے اور نہ ہی دینی شعور، خدا بیزار ماحول، اس پر مستزاد، نتیجہ یہ ہورہا ہے کہ ہمارے بچے دینی علوم سے بے بہرہ اور دینی شعور سے نابلد ہوتے جارہے ہیں۔

ہمارے مولانا مفتی محمد ساجد حسین صاحب اس سلسلے میں زیادہ حساس ہیں، اس لیے انہوں نے چھوٹے بچوں کو کلمہ، درود شریف، اذان، نماز وغیرہ سے واقف کرانے کے لیے ''دین کی بنیادی باتیں'' کے عنوان سے ایک کتابچہ مرتب کیا ہے، جس میں ضروریات دین کے ساتھ ادعیہ ماثورہ اور چہل حدیث کو بھی جمع کر دیا ہے، اس کو زبانی بچوں کو یاد کرادیا جائے تو بنیادی دینی تعلیم کے نصاب کا پہلا حصہ مکمل ہوجائے گا، ادعیہ ماثورہ کے پڑھنے کے اہتمام سے ذکر اللہ کا مزاج بنے گا اور چہل حدیث یاد کرنے کی فضیلت بھی بچے کو حاصل ہوجائے گی، کتاب بچوں کو سامنے رکھ کر ہی تیار کی گئی ہے، لیکن ''دین کی بنیادی باتیں'' بچے اور بڑے دونوں کے لیے یکساں ہیں، اس لیے بڑی عمر کے لوگ جن کی توجہ اس طرف نہیں رہی ہے، اس کتاب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، مفتی ساجد حسین صاحب نے جو کچھ ذکر کیا ہے اس کا ماخذ حدیث ہے اور اس کا حوالہ بھی کتاب میں موجود ہے، آج کل پریس کا زمانہ ہے، رطب ویابس چیزیں چھپتی ہی رہتی ہیں، سوشل میڈیا کے اس میدان میں آجانے سے ہر آدمی فضولیات اور غلط چیزیں بھی دین کے حوالہ سے پیش کرتا رہتا ہے اسی وجہ سے ہمارے بڑے کہا کرتے ہیں کہ ہر مؤلف ومصنف کی کتاب نہیں پڑھنی چاہیے اور سوشل میڈیا پر جاری کسی بھی بیان پر بغیر تحقیق کے اعتماد نہیں کرنا چاہیے، حدیث کے حوالوں سے اس کتاب پر قارئین کا اعتماد بحال ہوگا، یہ ایک اچھی بات ہے۔ کتابچہ اس لائق ہے کہ ہر گھر میں رکھا جائے اور ہر مکتب میں اسے زبانی یاد کرادیا جائے۔

مجلس شوریٰ منعقدہ ۲۳/ستمبر ۲۰۱۸ء کے موقع پر پیش کی گئی ناظم امارت شرعیہ کی رپورٹ

مندرجہ ذیل رپورٹ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن صاحب قاسمی کی طرف سے مجلس شوریٰ منعقدہ ۲۳/ستمبر ۲۰۱۸ء کے موقع سے پیش کی گئی ہے، پچھلے سالوں میں کئی اراکین شوریٰ ومدعوین کرام نے مشورہ دیا تھا کہ شوریٰ کے موقع پر پیش کی گئی نظامت رپورٹ کافی جامع ہوا کرتی ہے اور یہ امارت شرعیہ کے جملہ شعبہ جات کے ایک سال کے کاموں کا خلاصہ ہوتی ہے اس لیے اس کو نقیب میں شائع کیا جائے تاکہ ارکان شوریٰ کے علاوہ نقیب کے عام قارئین بھی اس سے استفادہ کرسکیں، چنانچہ ارکان شوریٰ کے مشورہ کے مطابق رپورٹ دفتر نظامت قارئین نقیب کے عام استفادہ کے لیے من وعن پیش کی جارہی ہے۔(ادارہ نقیب)

حضرت امیر شریعت مدظلہ واراکین شوریٰ! ہم سب سے پہلے صمیم قلب سے آپ حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ اپنا قیمتی وقت فارغ کرکے آج کی میٹنگ میں تشریف لائے اور اپنی قیمتی آراء سے استفادہ کا موقع دیا۔آپ کی یہ محبت وعنایت نہ صرف امارت شرعیہ سے آپ کے قلبی لگاؤ کی علامت ہے، بلکہ اس کے روشن مستقبل کے لیے فال نیک بھی ہے۔اللہ کرے یہ تعلق اور محبت آئندہ بھی قائم رہے اور ہم آپ حضرات کی توجہات وعنایات سے فیضیاب ہوتے رہیں۔آمین!

حضرات گرامی! ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں دینی زندگی گذارنا اور ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کے لیے جدوجہد کرنا، جس میں ہر قدم پر قانون شریعت کا احترام کیا جاتا ہو اور معاشرہ کا کوئی فرد شریعت کی کھلی مخالفت کی ہمت نہ کرسکتا ہو؛ امارت شرعیہ کے پیغامات کا سب سے اہم اور بنیادی حصہ ہے، امارت کے قیام سے اب تک اکابر امارت نے ہمیشہ اس مقصد کو اپنا نصب العین بنایا اور اسکو اپنی جدوجہد کا بنیادی محور تصور کیا۔

محترم حضرات! امارت شرعیہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں شریعت اسلامیہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ ایک ایسے صالح معاشرہ کی تشکیل کرنا ہے جس کا ہر فرد منہج نبوی کے مطابق اپنی انفرادی واجتماعی زندگی گذارے، اس کے لیے امارت شرعیہ مستقل اصلاح معاشرہ کا کام کرتی رہتی ہے، اصلاح معاشرہ کے جلسوں کے علاوہ، پمفلٹ اور اخباروں میں مضامین کے ذریعہ اصلاح معاشرہ کی تحریک چلائی جاتی ہے، ائمہ کرام کو بھی وقتاً فوقتاً ہدایات دی جاتی ہیں کہ وہ اصلاح معاشرہ کے مختلف پہلوؤں کو اپنی تقریروں کا موضوع بنائیں، امارت شرعیہ کے ترجمان ہفتہ وار نقیب میں بھی اصلاح معاشرہ کے تعلق سے مستقل مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔

حضرات گرامی! اصلاح معاشرہ کی ان کوششوں کے باوجود معاشرہ کی حالات میں خاطر خواہ بہتری نہیں آرہی ہے، قتل وغارت گری، خانگی جھگڑے، تشدد، عصمت دری، زمینی تنازعات، آپسی نفرت وعداوت میں تیزی سے اضافہ ہورہا ہے، اس لیے ہم میں سے ہر شخص کو معاشرہ کی اصلاح کے لیے اپنے حصہ کی محنت کرنی ہوگی اور اس کام کو اپنے گھر اور محلّہ سے کرنا ہوگا، ہم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی روزمرہ کی زندگی کی نگرانی کرے اور ان کے اندر صلاح اقدار، نیکی اور سچ بولنے کی عادت، جھوٹ، چغلی، غیبت، حسد، کینہ، آپسی نفرت وعداوت جیسے گناہوں اور جرائم کے تئیں نفرت، بے حیائی، منشیات اور فحش چیزوں سے اجتناب کا مزاج پیدا کرے، ان کی تعلیم وتربیت کا بھی خیال رکھے، جب نئی نسل پر بچپن سے ہی اچھا انسان بنانے کی محنت کی جائے گی تبھی جاکر ہم اچھے سماج کی تشکیل کرپائیں گے، کیوں اچھے افراد سے مل کر ہی اچھا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔

حضرات اراکین! جب سے مرکز میں ایک خاص نظریہ اور نفرت وتعصب پر مبنی سیاست پر یقین رکھنے والی پارٹی برسر اقتدار ہے، اس کے ذریعہ ملک کی عام فضا میں نفرت وتعصب، فرقہ پرستی وعدم رواداری تیزی سے بڑھی ہے، عبادت گاہوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے اور مسلم پرسنل لا پر لگاتار حملے کیے جارہے ہیں، ہمیں حکومت کے اس رویہ کے خلاف اپنی بساط بھر صدائے احتجاج بھی بلند کرتے رہنا ہے۔آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ اور امارت شرعیہ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی قیادت وسرپرستی میں مسلسل تحفظ شریعت اور پرسنل لا کی حفاظت کے لیے کام کررہی ہے۔طلاق ثلاثہ بل کے خلاف مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بینر تلے پورے ملک میں خواتین کے احتجاجی مظاہرے ہوئے، جس میں لاکھوں باپردہ خواتین نے متحد ہوکر اس بل کے خلاف خاموش احتجاج کیا، اس کے علاوہ تقریباً پانچ کروڑ مرد وخواتین نے پورے ملک سے اپنے دستخط کے ساتھ حکومت اور لا کمیشن کو یہ پیغام بھیجا کہ ہم سب مرد وخواتین اسلام کے تمام قوانین سے خوش ہیں اور اس پر عمل کرنا اپنے اوپر لازمی سمجھتے ہیں، ہم کسی بھی قسم کی مداخلت اسلامی قانون میں برداشت نہیں کرسکتے اور ہمیں اس ملک میں یونیفارم سول کوڈ قطعاً منظور نہیں ہے۔اس کے علاوہ مورخہ ۱۵/اپریل ۲۰۱۸ء کو حضرت امیر شریعت دا،ت برکاتہم کی صدارت میں پٹنہ کے تاریخی گاندھی میدان میں عظیم الشان ”دین بچاؤ دیش بچاؤ کانفرنس“ کا انعقاد کیا گیا، جس میں اخباری رپورٹ کے مطابق دس لاکھ کے مجمع نے دھوپ اور گرمی کی تپش کے باوجود صبح سے شام تک گاندھی میدان میں موجود رہ کر حکومت کے ایوانوں تک اپنی آواز پہونچادی کہ اپنے دین اور ملک کے دستور کی حفاظت کے لیے مسلمان ہر دور میں ہر قسم کی قربانی دینے کا جذبہ رکھتے ہیں، کل بھی ہم نے اپنے ملک کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا اور ضرورت پڑنے پر ہم آج بھی اس کے لیے تیار ہیں۔غیر مسلموں اور دلتوں کی بھی ایک بڑی تعداد اس تاریخی کانفرنس میں شریک ہوئی، حضرت امیر شریعت مدظلہ نے اپنے تاریخی خطبۂ صدارت میں پورے ملک کو محبت، امن وآشتی کا پیغام دیا۔

پٹنہ ہی نہیں بلکہ ملک کی تاریخ میں یہ اپنی نوعیت کا منفرد اجلاس تھا اور جہاں دیدہ وسرد وگرم چشیدہ افراد نے کہا کہ انہوں نے اپنی زندگی میں اتنا بڑا مجمع نہیں دیکھا تھا۔اتنے بڑے مجمع کے اکٹھا ہونے کے باوجود نہ کہیں ہنگامہ ہوا، نہ کوئی بدنظمی ہوئی، نہ ٹریفک کے قانون کو توڑا گیا، نہ انتظامیہ کو پریشان کیا گیا، پورا مجمع صبر وسکون کے ساتھ آیا، سنجیدگی اور خاموشی کے ساتھ اکابر کی باتیں سنیں اور اسی طرح خاموشی اور وقار کے ساتھ رخصت ہوگیا، اس طرز عمل کا بھی یہاں کے عام لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا اور مہینوں تک لوگوں کی جانب سے تحسین وتعریف کے تبصرے موصول ہوتے رہے، کانفرنس کے دوررس اور دیرپا اثرات مرتب ہوئے۔

حضرات اراکین! اس وقت پورا ملک ایک عجیب قسم کی نفرت وتعصب کی فضا میں سانس لے رہا ہے، ہر طرف نفرت اور لاقانونیت کا بول بالا ہے، حکومت لا اینڈ آرڈر کو برقرار رکھنے میں ناکام ہورہی ہے۔ماب لنچنگ کے واقعات سے پورے مسلم معاشرہ میں ایک خوف مسلط کیا جارہا ہے۔انتظامیہ کا رویہ بھی اس معاملہ میں لاپرواہی بھرا ہے، اور حکومت کی جانب سے بھی سوائے زبانی مذمت کے ابھی تک کوئی ٹھوس اقدام ماب لنچنگ پر قابو پانے کے لیے نہیں کیا گیا ہے۔یہ حالات کافی تشویش ناک ہیں اور ملک کے تمام امن پسند شہریوں کو اس پر قابو پانے کے لیے کھڑے ہونے کی ضرورت ہے۔

حضرات گرامی! دار القضاء کا نظام بھی امارت شرعیہ کی بنیاد میں شامل ہے، بلکہ امارت شرعیہ کے قیام کے اولین محرکات میں سے ہے، اسی لیے امارت شرعیہ ہمیشہ سے دار القضاء کے قیام اور اس کی توسیع کے لیے فکر مند رہی ہے، مرکزی دار القضاء کے علاوہ صوبہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور مغربی بنگال کے بعض حصوں میں ۶۳/ذیلی دار القضاء ابھی کام کررہے ہیں، جہاں کم وقت اور کم خرچ میں مظلوم کو انصاف ملتا ہے اور اس سے ملکی عدالتوں سے مقدموں کا بوجھ بھی خاطر خواہ حد تک کم ہوتا ہے۔گذشتہ شوریٰ سے ابھی تک ۶/نئے مقامات پر دار القضاء قائم ہوئے ہیں، جن میں بوکارو، سمڈیگا، جہان آباد، پھلوریا ضلع کشن گنج، دین بندھی ضلع سوپول اور شہر سوپول شامل ہیں۔مزید کئی مقامات پر دار القضاء کے قیام کا منصوبہ ہے، جو جلد ہی پورا ہوگا۔

حضرات گرامی! شعبہ تنظیم بھی امارت شرعیہ کے بنیادی شعبہ جات میں شامل ہے، بلکہ یہ کہنا بجا ہوگا کہ امارت شرعیہ کی بنیاد کا سب اہم ستون یہ شعبہ ہے، اس شعبہ کے ذریعہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے مسلمانوں کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں متحد ومنظّم رکھنے اور تنظیمی ڈھانچہ کے ذریعہ انہیں ایک امت ایک جماعت بنکر زندگی گذارنے کی دعوت دی جاتی ہے ہر علاقہ میں امارت شرعیہ کا ایک نمائندہ ہوتا ہے جو ”نقیب“ کہلاتا ہے، نقیب اپنے علاقہ میں امیر شریعت کا نمائندہ ہوتا ہے اور اپنے علاقہ کے لوگوں کی دینی واجتماعی زندگی کا سردار ہوتا ہے۔امارت شرعیہ کا پیغام گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں نقیب کے ذریعہ ہی پہونچتا ہے۔اس لیے یہ شعبہ جتنا فعال اور مضبوط ہوگا امارت شرعیہ کے کام میں اسی قدر مضبوطی آئے گی، اس لیے اس شعبہ کو مزید فعال اور مستحکم کرنے کی غرض سے اور نقباء کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس کرانے کے لیے موقع بموقع نقباء کے اجتماعات ہوتے رہتے ہیں اور انہیں ان کی ذمہ داریوں کا احساس کرایا جاتا ہے، ساتھ ہی امارت شرعیہ کا پیغام ان تک پہونچایا جاتا ہے۔بہت دنوں سے یہ بات اٹھ رہی تھی کہ نقیب اور نائب نقیب کی اصطلاح بہت قدیم ہوگئی ہے، اس کو لوگ پوری طرح سمجھتے نہیں ہیں، اس لیے ضلع اور بلاک کی سطح پر صدر اور سکریٹری جیسی جدید مروجہ اصطلاح استعمال کی جائے، تاکہ عام لوگوں کو سمجھ میں آئے۔چنانچہ مجلس عاملہ منعقدہ ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ء کو میں یہ پیش ہوا اور بحث تمحیص کے بعد یہ تجویز پاس ہوئی کہ ضلع اور بلاک کی سطح پر صدر اور سکریٹری کی مروجہ اصطلاح استعمال کی جائے اور پنچایت، گاؤں اور محلوں کی سطح پر نقیب اور نائب نقیب ہی رہنے دیا جائے، صدر اور سکریٹری کے ساتھ برائکٹ میں قدیم اصطلاحی الفاظ بھی لکھے جائیں۔صدر النقباء کو (صدر) اور رئیس النقباء کو سکریٹری کہا جائے گا۔عاملہ میں یہ بات بھی طے ہوئی تھی کہ اس معاملہ کو شوریٰ میں پیش کیا جائے تاکہ اس پر اراکین شوریٰ کی عمومی رائے سامنے آجائے۔

حضرات گرامی! مسلمانوں کی اجتماعی اور شرعی زندگی کی تنظیم وترتیب کے علاوہ ان کی سماجی زندگی کے صلاح وفلاح کے لیے بھی امارت شرعیہ کام کررہی ہے، صحت اور تعلیم کے میدان میں امارت شرعیہ نے صوبہ اور بیرون صوبہ میں اپنی منفرد پہچان بنائی ہے، دینی تعلیم کے علاوہ تکنیکی اور عصری تعلیمی اداروں کے قیام کے ذریعہ مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی دور کرنے میں امارت شرعیہ کا بڑا حصہ ہے۔اس سال بھی دو عصری تعلیمی ادارے رانچی اور گریڈیہ میں قائم ہوئے۔امارت پبلک اسکول کے نام سے قائم سی بی ایس ای طرز کے ان دونوں اسکولوں میں سی بی ایس ای کے مروجہ نصاب کے علاوہ دینیات کو لازمی سبجیکٹ کے طور پر شامل کیا گیا ہے، تعلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی ماحول میں بہتر اخلاقی تربیت طلبہ کو فراہم کرنا ان اسکولوں کا بنیادی مقصد ہے۔ان شاء اللہ امارت پبلک اسکول کی مزید شاخیں دوسرے مقامات پر بھی قائم کی جائیں گی۔ان اسکولوں اور امارت شرعیہ کے تحت چل رہے دیگر تعلیمی اداروں کی نگرانی اور ان کو بہتر طریقے سے چلانے کے لیے ایک عمومی تعلیمی نگراں بھی مقرر کیا گیا ہے۔

حضرات گرامی! امارت شرعیہ نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر اس سال بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ائمہ مساجد کو امارت شرعیہ سے مربوط کرنے کی تحریک چلائی، الحمدللہ ہزاروں ائمہ کرام امارت شرعیہ سے منسلک ہوئے اور ان کے پتے اور رابطہ نمبر حاصل ہوئے، اہم مواقع پر امارت شرعیہ اور حضرت امیر شریعت کا پیغام ان تک پہونچایا جارہا ہے، جس سے ائمہ کرام کی امارت شرعیہ سے وابستگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

حضرات اراکین! مذکورہ بالا کاموں کے علاوہ امارت شرعیہ ملک کے کسی بھی حصہ میں قدرتی یا غیر قدرتی آفت ومصیبت کے موقع پر پریشان حال لوگوں کی مدد اور ان کو راحت پہونچانے کا کام کرتی ہے۔اس سال بھی رام نومی کے موقع پر آسنسول، ضلع بردوان مغربی بنگال میں فرقہ وارانہ فساد ہوا، جس میں بہت سے غریب لوگوں کے مکانات اور دوکانوں میں شر پسندوں نے آگ لگادی تھی، جس سے ان کی روزی روٹی کے وسائل ختم ہوگئے۔اس موقع پر امارت شرعیہ نے ان متاثرین کی بلاتفریق مذہب مالی مدد کی۔(بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

جنگی مشقیں؛ خطرے کی گھنٹی

فرحین شیخ

اس وقت آدھی دنیا میں افراتفری کا ماحول ہے، طاقتور ممالک دوسرے کو زیر کرنے کی جدوجہد میں لگے ہوئے ہیں، ابھی تو پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے کردار و واقعات ہی ذہنوں سے نکل نہیں سکے، ابھی تک تو زمین کی آخری تہوں میں پچھلی ایٹمی جنگوں کا لاوا بھی خشک نہ ہوا ہوگا کہ تیسری جنگ عظیم کی باتیں، صرف باتیں ہی نہیں بلکہ تیاریاں اور حفاظتی اقدامات بھی۔ زیادہ نہیں صرف گزشتہ ایک ماہ کے امریکی و یورپی اخبارات کا مطالعہ کریں تو یقین کیے بنا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ دنیا کے کرتا دھرتا ایک بار پھر بڑی تباہی کو دعوت دینے کے لیے بے چین ہیں۔ ان خبروں کے مطالعے کے بعد آپ ایک ہاتھ سے اپنا چکراتا ہوا سر تھامیں گے اور دوسرے ہاتھ سے خوفزدہ دل کی معدوم ہوتی دھڑکنوں کو۔ لیکن افسوس دنیا پر حکمرانی کا خواب دیکھنے والے اس قدر بے حس ہو چکے ہیں کہ وہ اپنی طاقت کا لوہا منوانے کے لیے ہری بھری دنیا کو اجاڑنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

روس کے صدر ولادی میر پیوٹن تو عقل و دانش کی انتہا کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ اگر تیسری عالمی جنگ چھڑتی ہے تو یہ تہذیبوں کا خاتمہ ہوگا، لیکن جب دنیا میں قیام امن کی بات آتی ہے تو وہ عقل و خرد کا دامن چھوڑ کر جنگلی بھیڑیے بن جاتے ہیں، جن کی بھوک شامیوں کا خون پی کر بھی نہیں بجھ رہی ہے۔

اپنی کھوئی ہوئی طاقت کی بحالی کے لیے موصوف کریمیا پر فوج کشی بھی کر چکے ہیں۔ نیٹو ممالک کو بھی للکار رہے ہیں۔ حیرت ہے جنگ کا ماحول تیار کرتے وقت انھیں کیوں نظر نہیں آرہا کہ ممکنہ عالمی جنگ انسانی تہذیب کے خاتمے کا باعث ہوگی۔ صرف روس ہی کو تنہا مورد الزام کیوں ٹھہرایا جائے۔ امریکا بھی تیسری عالمی جنگ کی بندوق اپنے کاندھے پر رکھ کر چلانے کو بے چین ہے۔ چین سے کھلم کھلا مقابلے اور دھمکیوں پر اترے ہوئے ہیں۔ چین بھی بے چینی سے عالمی جنگ چھڑ جانے کا منتظر ہے۔ اس نے امریکا کو براہ راست نشانہ بنانے کے لیے ڈی ایف چھبیس میزائل تیار کرلیا ہے جو اٹھارہ سو سے دو ہزار کلو جوہری وار ہیڈز لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ چین کا دعویٰ ہے کہ اس سے نہ صرف امریکی جزیرہ گوام متاثر ہوگا بلکہ امریکی بیڑے بھی تباہ ہو جائیں گے۔

گوام میں گزشتہ پچھتر برسوں سے امریکی فوج کی بڑی چھاؤنی موجود ہے جہاں لگ بھگ سات ہزار امریکی فوجی تعینات ہیں۔ 1944ء میں جاپان پر بم باری کرنے کے لیے یہ ایئر بیس قائم کی گئی تھی جو چین کے ساتھ ساتھ شمالی کوریا کا بھی آئیڈیل ہدف ہے۔ شمالی کوریا نے بظاہر تو تمام تلخیاں اور دھمکیاں ایک طرف رکھ کر امریکا سے ہاتھ ملا لیا ہے لیکن وہ اب بھی خفا ہے کہ امریکا ہمیشہ سے اس کا جوہری پروگرام بند کروانا چاہتا ہے، بدلے میں اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچاتا، بلکہ کسی گینگسٹر کی طرح صرف مطالبات کرتا رہتا ہے۔ لہٰذا جوہری مذاکرات پر شمالی کوریا کے مطمئن نہ ہونے سے بھی اس بات کا پورا امکان موجود ہے کہ شمالی کوریا امریکا کے سامنے تن کر پھر کھڑا ہو جائے اور یہیں سے تیسری جنگ عظیم کی شروعات ہو جائے جس کا پہلے بھی خدشہ ظاہر کیا جارہا تھا۔

موجودہ عالمی بحران کا سب سے بڑا مرکز شام ہے۔ ایران عراق اور حزب اللہ کی حمایت کے ساتھ سنی اکثریت کے مقابلے میں قدم جمانا چاہتا ہے اور اس کی حمایت میں روس ہے، جس کا مقصد لگے ہاتھوں اپنے پیر بھی سب طرف پھیلانا ہے۔ شیعہ ممالک کی مخالفت میں سعودی عرب اور قطر اس جنگ کا حصہ بنے اور روس کے مقابل ان کی پشت پناہی کرنے امریکا آ پہنچا۔ ترکی شامی کردوں کے خلاف صف آراء ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کے ڈھیروں ممالک اس جنگ میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کود پڑے۔ کسی کے حمایتی بن کر تو کسی کے مخالف۔ شام کی نازک صورتحال یہاں سب ملکوں کو ایک دوسرے کے سامنے صف آرا کر کے کسی بھی وقت اس عالمی جنگ کا باعث بن سکتی ہے، جس کے خوف کا شکار اس وقت پورا یورپ اور امریکا ہے۔ دنیا میں ہر طرف نفرت کی آگ بھڑک رہی ہے۔

جنگوں میں جو مارے جانے سے بچ گئے وہ بھوک کا شکار ہیں۔ ایک دوسرے پر فتح حاصل کرنے کے جنون میں دنیا کے وہ سنجیدہ مسائل حل طلب پڑے ہیں جن پر انسانی بقا کا دار و مدار ہے۔ ان میں سب سے اہم ماحولیاتی تبدیلیاں ہیں، لیکن ان مسائل سے سر پھوڑنے کی فرصت کسے ہے۔ پہلے عالمی جنگ کے شعلے بھڑکا دیں پھر بچی کچی دنیا میں توانائیاں صرف کریں گے۔ سب کا ٹھیکا تو نہیں لیا۔ ہاں، لیکن جہاں جہاں جنگی جنون آزمانے کی ضرورت پڑے گی یہ سب ٹھیکیدار بن کر آگے آگے ہوں گے۔ موجودہ بگڑا ہوا منظرنامہ دیکھ کر تو دنیا میں ترقی و تبدیلی کے سارے دعوے ڈھکوسلے لگنے لگے ہیں۔ یہ کیسی ترقی ہے کہ سب ایک دوسرے سے خوفزدہ ہیں۔

اسی خوف میں اگر کسی ایک کو بھی اپنی بقا اور سلامتی کے سامنے بند دیوار آجانے کا خطرہ محسوس ہوا وہی ایٹمی جنگ چھیڑ دے گا۔ سب ایک دوسرے کی طاقت سے خوف کھا کر زیادہ سے زیادہ ایٹمی طاقت حاصل کر رہے ہیں۔ ایسے میں کسی کی ذرا سی لغزش بھی جتنی بڑی تباہی کا باعث بنے گی اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ ماضی میں گھڑ سوار دنیا کا امن تاراج کرتے تھے تو آج یہ فریضہ میزائل اور بم انجام دے رہے ہیں۔ یہ کیسی ترقی ہے جس کو دیکھ دیکھ کر ہم جھومے جارہے ہیں۔ 1992ء میں امریکی روزنامے Horward Crimson نے لکھا تھا کہ جیسے جیسے ذرائع آمد و رفت اور ہتھیار جدید ہوتے جائیں گے دنیا میں جنگ کے خطرات بھی بڑھتے چلے جائیں گے اور ملکوں کے درمیان تنازعات میں اضافہ ہوگا۔ آج ایسا ہی ہوا ہے۔

بے تحاشا ترقی کے ساتھ بے انتہا تباہیاں جھیل کر بھی شاید زمین کے سینے میں ٹھنڈ نہیں پڑی جس کی وجہ سے تیسری عالمی جنگ کے لیے میدان ہموار کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ تیسری جنگ عظیم کی وارننگ کے طور پر روس نے سرد جنگ کے بعد سے اب تک کی سب سے بڑی جنگی مشقوں واستاک 2018ء کا آغاز سائبیریا میں کردیا ہے، جس میں تین لاکھ فوجی اور تقریباً چھتیس سو ٹینک اور ایئر کرافٹ حصہ لے رہے ہیں۔ ان مشقوں میں چین بھی شامل ہے۔ دونوں مل کر یورپ اور امریکا کو اپنی جنگی صلاحیت کا اصل چہرہ دکھانا چاہتے ہیں۔

یہ جنگی مشقیں نیٹو ممالک کے لیے خطرے کی گھنٹی بجا چکی ہیں۔ اس سے قبل دو ستمبر کو نیٹو کے تیرہ اتحادی ممالک نے یوکرین میں جنگی مشقیں کر کے روس کو اپنی طاقت دکھائی تھی تا کہ وہ کریمیا کے مسئلے پر ان سے ٹکرانے کا سوچ بھی نہ سکے، لیکن روس نے اس سے زیادہ طاقت کا اظہار کر کے نیٹو ممالک کو حواس باختہ کر دیا ہے۔ یہ بات سچ ہے کہ روس اپنی کھوئی ہوئی طاقت کے حصول کے لیے پاگل ہو رہا ہے، اگر اس مقصد کی تکمیل کے لیے اسے تیسری عالمی جنگ کی طرف جانا پڑا تو وہ موقع گنوائے گا نہیں۔ گویا یہ دوسری سرد جنگ تیسری عالمی جنگ کا طبل بجا رہی ہے۔ مغربی میڈیا میں یہ اس وقت بہت بڑا موضوع بن چکا ہے۔

ایسی تحریروں کی اشاعت ہو رہی ہے جس سے لوگوں میں آگاہی پھیلائی جارہی ہے کہ کسی بھی عالمی جنگ کی صورت میں وہ خود کو کیسے زیادہ سے زیادہ محفوظ بنا سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ غذائی ماہرین ان غذاؤں کی فہرست بھی مرتب کر چکے ہیں جو تیسری عالمی جنگ کے بعد باقی رہ جائیں گی۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ترقی یافتہ دنیا میں اس وقت جتنے جنگی محاذ گرم ہیں، خدشہ تو یہ ہے کہ آنے والی نسلوں کے نصاب میں جنگی مضامین کے سوا کچھ نہ بچے گا۔ (بشکریہ عوامی نیوز)

ووٹر لسٹ میں نام درج کرانے کی اہمیت

عارف عزیز (بھوپال)

ہندوستان کے الیکشن میں ووٹروں کی تعداد دنیا کے ہر جمہوری ملک سے زیادہ ہے اور ہر بالغ شخص کو اپنا ووٹ استعمال کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے قانونی طور پر حکومت نہ صرف پابند ہے بلکہ بہت بڑی رقم بھی صرف کرتی ہے، دشوار گزار مقامات پر ووٹروں کی تعداد بہت کم ہونے کے باوجود پولنگ اسٹیشن کا پورا عملہ وہاں پہونچایا جاتا ہے پھر بھی بعض علاقوں اور شہروں کے لوگ ووٹروں کی فہرستوں میں اپنا نام نہ ہونے کے باعث ووٹ ڈالنے سے محروم رہ جائیں تو یہ انتہائی غلط بات ہوگی جس کے لئے صرف انتظامیہ ہی نہیں رائے دہندگان بھی ذمہ دار ہیں کیونکہ ہر الیکشن سے پہلے انہیں یہ موقع دیا جاتا ہے کہ وہ ووٹر لسٹوں میں اپنا نام نہ ہو تو درج کرالیں۔

ووٹروں کی فہرستیں تیار کرنے والے عملہ کی کوتاہی یا جانبداری کا انسداد اسی طرح کیا جاسکتا ہے کہ جب الیکشن کمیشن کے حکم پر نئی فہرستیں تیار کرنے کا کام شروع ہو تو ووٹر اپنا اور اپنے اہل خاندان کا نام ان فہرستوں میں تلاش کرلیں اگر نام غلط ہوں تو انہیں وقت مقررہ کے اندر درست کرالیں اگر ناموں کا سرے سے اندراج نہ ہو تو ان کا بروقت اندراج کرالیں، یا نام کاٹ دیئے گئے ہوں تو اس کی شکایت کی جائے۔

یہ کام نہ کر کے ووٹ ڈالتے وقت شکوہ و شکایت سے کام لینا یا اہل کاروں کی لاپرواہی اور جانبداری پر چیخ و پکار کرنا نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوسکتا، اگر عام شہریوں کی نظر میں ووٹ ڈالنے کے حق کی اہمیت ہے یا سیاسی و سماجی کارکنان اس حق کی ادائیگی کو جمہوریت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ جیسے ہی نئی فہرستوں کے مرتب ہونے کا کام شروع ہو محلّہ کے دو چار ذمہ دار عملہ کے ساتھ گھوم پھر کر ناموں کا صحیح اندراج کرائیں۔ پھر جب فہرستوں کے معائنہ کی دعوت دی جائے تو متعلقہ مقامات پر جا کر دیکھ لیں جو نام اور دیگر تفصیلات لکھائی گئیں ہیں ان کا اندراج صحیح صحیح ہوگیا ہے یا نہیں، اگر غلطی ہوئی ہے یا کسی طرح کی جانبداری برتی گئی ہے تو افسران بالا سے رجوع کر کے اس کو فوراً درست کرالیں، شہروں کی بہ نسبت قصبوں میں اور قصبوں کی بہ نسبت مواضعات میں لاپرواہی یا جانبداری کا امکان زیادہ رہتا ہے اور وہاں اس پر گرفت نسبتاً دشوار ہوتی ہے، لہذا گاؤں کی پنچایتیں اگر اپنی ذمہ داری کا احساس کریں تو ہر طرح کی دھاندلی پر روک لگائی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ الیکشن کمیشن کو اپنے طور پر ریاستی حکومت کی معرفت خود ایسا انتظام کرنا چاہئے کہ ووٹروں کی فہرستوں کی صحیح تیاری کے بعد ان کی معقول جانچ ہوسکے کیونکہ اگر ایک محلّہ یا ایک فرقہ کے ووٹروں کی کوئی تعداد ووٹ ڈالنے کے حق سے محروم رہے گی تو الیکشن سے متعلق عوام میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا ہو جانا فطری ہے۔ اتر پردیش سے پچھلے دنوں خبر ملی تھی کہ وہاں ووٹروں کی تعداد پہلے سے کم ہوگئی۔ بعض علاقوں اور حلقوں میں بڑھنے کے بجائے کمی آگئی، ظاہر ہے کہ اس میں مقامی انتظامیہ کی سازش کا ہاتھ ہوسکتا ہے جس نے سیاسی مقاصد سے بعض فرقوں کے ووٹروں کے نام حذف کرادیئے ہوں، یہی عمل دوسری ریاستوں اور علاقوں میں بھی ہوسکتا ہے۔

پانچ چھ ماہ بعد مدھیہ پردیش، راجستھان، چھتیس گڈھ وغیرہ ریاستوں میں الیکشن ہونے والے ہیں یہاں کے ووٹروں کو فہرست رائے دہندگان میں اپنا نام دیکھ لینا چاہئے اگر نہ ہوں تو وہ مستعدی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انتخابی فہرستوں میں اپنا نام درج کرالیں اگر نام غلط ہیں تو انہیں درست کرالیں۔ گذشتہ انتخابات کے دوران ممبئی، لکھنؤ دہلی اور مدھیہ پردیش کے بعض شہروں کے بارے میں ایسی شکایات ملی تھیں کہ وہاں کے کئی شہریوں بالخصوص اقلیتوں کے نام فہرست رائے دہندگان سے غائب ہیں اور عین وقت پر وہ ووٹ ڈالنے سے محروم رہ گئے، ایسے لوگوں کو کچھ عرصہ بعد بیرونی درانداز بھی قرار دیا جاسکتا ہے جیسا کہ مغربی بنگال، بہار، آسام وغیرہ سرحدی ریاستوں کے بارے میں شکایات ملتی رہی ہیں کہ وہاں کی اقلیتوں کے نام ووٹروں کی فہرست میں درج نہیں کئے جاتے اور کچھ عرصہ بعد انہیں بنگلہ دیشی یا پاکستانی قرار دیدیا جاتا ہے۔ خاص طور پر آسام میں جو کچھ مسلم اقلیت کے ساتھ وہاں کی حکومت کی سرپرستی میں ہوا اس کے بعد تو یہ خطرہ بہت بڑھ گیا ہے کہ مسلمانوں کو مارنے اور اجاڑنے کے ساتھ درانداز قرار دیکر اس ملک سے ہی بے دخل کرنے کی سازش کی جائے۔ اس صورت حال سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ رائے دہندگان کی فہرست میں اپنے نام ضرور درج کرالئے جائیں۔ اور اس کام کی پوری نگرانی ہو۔

بیجا گرفتاری۔ پولیس شکنجہ میں

ڈاکٹر سید ظفر محمود

سپریم کورٹ نے ہندوستانی تنظیم برائے خلائی تحقیق (Indian Space Research Organization:ISRO) اسرو کے سائنٹسٹ نمبی نرائینن کو بے بنیاد الزامات کی بنا پر حراست میں لینے‘ رکھنے اوران پر ٹارچر کر کے ان کے دستوری حق زیست کی خلاف ورزی کرنے کے معاوضہ کے طور پر کیرالہ کی صوبائی حکومت کو حکم دیا ہے کہ وہ 8 ہفتہ کے اندر انھیں 50 لاکھ روپئے کا جرمانہ ادا کرے اور عدالت عظمیٰ نے اپنے سابق جج جسٹس ڈی کے جین کے زیر صدارت سہ رکنی کمیٹی تشکیل کر دی ہے جو نرائینن کے خلاف بے بنیاد الزام لگانے والے پولیس افسروں کی انکوائری کرے گی‘ ساتھ ہی عدالت نے نرائینن کو اس کی بھی اجازت دی ہے کہ ذیلی دیوانی عدالت میں رواں اپنے مقدمہ کو وہ جاری رکھ سکتے ہیں جس کے ذریعہ حکومت سے مزید تلافی وفراہمی سکون کی مانگ کی گئی ہے۔ نرائینن کو 1994 میں گرفتار کیا گیا تھا اس الزام میں کہ انھوں نے اسرو پروجکٹ سے متعلق ملکی دفاع کے خفیہ راز مالدیپ کی ایک خاتون کو فاش کر دئے۔ عدالت نے کہا کہ اس معاملہ میں بالکل ظاہر ہے کہ پولیس نے نرائینن پر بیجا الزام لگایا جس کا مقصد تھا ان کی رسوائی‘ بدنامی اور بے عزتی کرنا جبکہ وہ اسرو کے لئے کرایوجینک راکٹ انجن (Cryogenic Engine) تیار کرنے میں لگے ہوے تھے اور صوبائی حکومت نے اس معاملہ میں لاپرواہی‘ بدباطنی‘ کینہ پروری‘ خباثت اور ڈھیلے پن سے کام لیا۔ 1996 میں سی بی آئی کی سفارش پر یہ مقدمہ ختم کر دیا گیا تھا لیکن کیرالہ حکومت نے اس کی دوبارہ جانچ کرنے کے لئے مخصوص تفتیشی ٹیم (ایس آئی ٹی) کا تعین کر دیا‘ سپریم کورٹ نے 1998 میں حکومت کے اس فیصلہ کو رد کر دیا‘ 2001 میں قومی حقوق انسانی کمیشن نے صوبائی حکومت کو حکم دیا کہ وہ نرائینن کو 10 لاکھ روپئے حرجانہ ادا کرے‘ یہ رقم دینے میں صوبائی حکومت نے 14 برس لگا دئے وہ بھی کیرالہ ہائی کورٹ کی مداخلت کے بعد سی بی آئی نے نتیجہ نکالا تھا کہ نرائینن کو نشانہ بنانے کی پشت میں بڑی بین الاقوامی سازش تھی تاکہ ہندوستان کی کرایوجینک انجن بنانے کی کوشش میں رخنہ ڈالا جا سکے کیونکہ اس انجن کے ذریعہ ہمارا ملک خلائی دوڑ میں دیگر ممالک سے جلد آگے نکل جاتا۔ دوسری طرف کیرالہ حکومت ان تین افسروں کی مستقل پشت پناہی کرتی رہی جو نرائینن کے خلاف سازش میں ملوث تھے۔ سپریم کورٹ کے فیصلہ پر رد عمل کرتے ہوے نرائنن نمبی نے کہا ہے کہ انھوں نے معاوضہ کے لئے اپیل کی ہی نہیں تھی بلکہ ان کی تو اپیل یہ تھی کہ جن سرکاری افسروں نے انھیں پھنسایا تھا ان کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔ انھوں نے اپنے خلاف بدعنوانی کا ذمہ دار ڈی آئی جی پولیس سیبی میتھیو کو بتایا اور کہا کہ کسی شخص کو جسمانی اور دماغی طور پر ٹارچر کرنے والے کسی بھی پولیس والے کو ملک میں آزادی سے چہل قدمی کی اجازت ہر گز نہیں ہونی چاہیئے۔ جسٹس جین کمیٹی کے پاس یہ بھی اختیار ہے کہ وہ معلوم کرے کہ نرائینن کے خلاف سازش کرنے میں کیا دیگر افراد بھی شامل تھے‘ ضروری ہے کہ یہ کمیٹی یہ بھی معلوم کرے کہ سازش کرنے والوں کا ارادہ کیا تھا اور انھوں نے ایسا کیوں کیا؟

اکتوبر 1994 میں کیرالہ کے پولیس افسر وجین نے مالدیو کی ایک عورت کو گیسٹ ہاؤس سے گرفتار اس لئے کیا تھا کہ وہ ملک میں اجازت شدہ مدت سے زیادہ تک قیام پذیر تھی‘ یاد رہے کہ مالیپ سے تریونتا پورم صرف 400 کلومیٹر ہے‘ روز فلائٹ کا آنا جانا ہے‘ مالدیپ کے سیکڑوں لوگ وہاں علاج وتعلیم کے لئے آتے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ دراصل وہ عورت وجین کو یہ بتانے خود اس کے پاس گئی تھی کہ شہر میں بندھ کی وجہ سے وہ اس روز کی فلائٹ نہیں پکڑ سکی حالانکہ اس کے پاس ٹکٹ ہے۔ عورت نے کہا کہ وجین نے اس سے جنسی تعلق کی خواہش کی اور اسے گرفتار کر کے ٹارچر کیا گیا۔ اس کی ڈائری میں سے اسرو کے ایک سائنٹسٹ ڈی سسی کمار کا فون نمبر ملا جس کے لئے عورت نے کہا کہ وہ اس کی بیوی لیڈی ڈاکٹر کے پاس علاج کے لئے گئی تھی‘ 1998 میں اسے سپریم کورٹ نے بے قصور قرار دیا تھا۔ اب سپریم کورٹ کا موجودہ حکم آنے کے بعد اس عورت نے فون پر میڈیا سے کہا ہے کہ اس کے وکیل بھی عدالت میں اس کے ٹارچر کے لئے حرجانہ کی عرضی دیں گے۔ بہرحال دسمبر 1994 تک پولیس نے اس معاملہ میں 7 اشخاص کو گرفتار کر لیا تھا۔ کیرالہ میں اس کیس کا سیاسی فائدہ بھی اٹھایا گیا۔ کے کرونا کرن کی حکومت کو اے کے اینتھونی والا مخالف گروپ گرانے کی کوشش کر رہا تھا‘ اس نے وزیر اعلیٰ کے قریبی آئی جی رمن سریواستو کا نام اس کیس میں گھسیٹ لیا اور آخر کار وزیر اعلیٰ کو استعفیٰ دینا پڑا تھا۔ سازش کا تیسرا زاویہ اہم ترین ہے۔ کرایوجینک کہتے ہیں صفر یا اس سے کم درجہ حرارت پر ایندھن گیس کو قائم ومحفوظ رکھنے کو۔ نمبی نرائینن ڈائرکٹر تھے کرایوجینک انجن پروجکٹ کے جس کی کامیابی پر منحصر تھی ہندوستان کے ذریعہ خلا میں بین سیاری انسانی مشن کی کامیابی‘ اس کامیابی کی وجہ سے ہمارا ملک کئی بڑے ممالک سے خلائی دوڑ میں آگے نکل جاتا۔ دنیا کو معلوم ہے کہ خلا میں سیٹیلائٹ بھیجنے کی ہندوستانی لاگت امریکہ ویوروپین اسپیس ایجنسی کے مقابلہ میں بہت معلولی ہوتی ہے۔ اگر ہم کرایوجینک انجن پر عبور حاصل کر لیتے جس کے ذریعہ بڑے راکٹ بھی خلا میں بھیجے جا سکتے ہیں تو ہمارے ملک میں وہ عالمی سرمایہ آنے لگتا جو بصورت دیگر عموماً مغربی ممالک کو ملتا‘ کہیں کوئی اس سے خوش نہیں تھا اور وہ کسی حد تک کامیاب بھی ہو گیا کیونکہ اس کیس کی وجہ سے ہمارا کرایوجینک انجن کا پروجکٹ کم از کم دس برس کے لئے یخ بستہ ہو گیا۔ اب اس معاملہ میں نقطوں کو جوڑنے کا کام جسٹس جین کمیٹی کو کرنا چاہیئے۔ خلائی معاملات کے ماہر مصنف آئرلینڈ کے برائین ہاروے نے اپنی کتاب ’خلا میں روس‘ میں لکھا ہے کہ جب روس ہندوستان کو کرایوجینک انجن کی ٹکنالوجی دینے والا ہی تھا تبھی امریکہ نے دونوں ممالک پر پابندیاں عائد کر دی تھیں جس کے باوجود ہندوستان نے خفیہ طور پر اس انجن کے لئے اہم پرزے روس سے منگوا لئے تھے اور اس کے ایک برس سے کم میں ہی نرائینن کے زیر بحث معاملہ کی شروعات ہو گئی تھی۔

ان ایشوز سے ہٹ کے اس کیس میں سپریم کورٹ کے حکم کا ایک مزید اہم پہلو قابل غور ہے۔ گذشتہ چوتھائی دہائی میں متعدد معاملے سامنے آئے ہیں جن میں کئی شخص کو پولیس نے گرفتار کیا‘ اسے ٹارچر کیا‘ اس پر مقدمہ دائر کیا اور آخر میں عدالت کا حتمی فیصلہ ہوا کہ اس کے خلاف کوئی کیس نہیں بنتا‘ وہ معصوم ہے اور اسے رہا کر دیا جاتا ہے‘ جبکہ وہ 15-10 برس تک مقید وزیر ٹارچر رہ چکا ہوتا ہے۔ عرصہ دراز سے میں یو پی اے واین ڈی اے حکومتوں سے درخواست کرتا آ رہا ہوں کہ ایسے معاملات کے لئے تیز رفتار عدالتیں مقرر کی جائیں‘ جو لوگ عدالت کے ذریعہ معصوم قرار دئے جائیں انھیں حکومت کم از کم 50 لاکھ کا معاوضہ دے اور یہ رقم ان سرکاری کارندوں کی تنخواہ وپنشن سے وصول کی جائے جو غلط طریقہ سے ان افراد کو پھنسانے کے ذمہ دار تھے۔ موجودہ وزیر اعظم کے سامنے میں نے یہ اشو احمد آباد میں 29 جون 2013 کو اپنے پاور پوائنٹ پرزنٹیشن کے ذریعہ اٹھایا تھا اور بعد میں اس کی یاد دہانی میں نے ان کے نام اپنے خط مورخہ 27 جولائی 2014 کے ذریعہ کی تھی‘ وہ پرزنٹیشن اور خط اب بھی آن لائن زیر مطالعہ لائے جا سکتے ہیں۔ جمعیت العلما ہندودیگر تنظیموں وافراد کے ذریعہ اس طرح کے مقدموں میں الجھے ہوے لوگوں کی امداد ہوتی ہے‘ اب ان معاملات میں سپریم کورٹ کے اس تازہ ترین فیصلہ کا حوالہ دے کر مزید اعانت کی گہار بھی کی جا سکتی ہے۔

طلاق شدہ بچے اور بچیاں

ہے تو یہ بات بالکل ناقابل یقین اور حیرت انگیز کہ اپنے ملک ہندوستان میں راجہ مہاراجوں کی سرزمین کہلانے والی ریاست راجستھان میں ۳۶۶ بچے وبچیاں طلاق شدہ ہیں، لیکن سچ پوچھئے تو اس خبر میں دانتوں تلے انگلی دبانے والی کوئی بات نہیں ہے، سیدھی سی بات ہے کہ جب بچے بچیوں کی شادی ہوسکتی ہے، تو ان کے درمیان طلاق بھی ہوسکتی ہے، اور صرف طلاق ہی کیوں، ان میں بیوگی اور علاحدگی کے معاملات کے ساتھ ساتھ وہ تمام علتیں بھی ہوسکتی ہیں جو بالکل ’’بڑوں‘‘ جیسی ہوں۔ حالات یقیناً ایسے ہی ہیں، لیکن اس حمام میں صرف راجستھان ہی ننگا نہیں ہے، بچپن کی شادیوں کے طلاق میں بدل جانے کے تعلق سے ۱۹۸۴ معاملات کے ساتھ مہاراشٹر سرفہرست ہے تو ۱۸۷۵ معاملات کے ساتھ اتر پردیش دوسرے مقام پر ہے، پھر اس کے بعد ۱۶۳۸ معاملات کے ساتھ گجرات کا، ۱۲۸۶ کے ساتھ مغربی بنگال کا اور ۸۰۱ کے ساتھ بہار کا نمبر آتا ہے۔

۲۰۱۱ء کی مردم شماری رپورٹ کی تفصیلات سے یہ سنسنی خیز اور چونکا دینے والی حقیقت آشکار ہوئی ہے کہ پورے ملک میں ۱۲۰۰۰ سے زیادہ بچے وبچیاں طلاق شدہ ہیں، ان میں ۶۷ء۵۳ فیصد بچوں یا ۶۴۹۷ بچیوں کی شادی بلوغت کی عمر تک پہونچنے سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بچپن کی شادیوں کے لیے سب سے زیادہ بدنام ریاست راجستھان میں یہ تعداد محض ۳۶۶ ہے، جہاں اکھاتیج (دوسری ریاستوں میں اکشے تیرتیا) کے موقع پر بڑے پیمانے پر ایسی شادیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، حکومت کی جانب سے ہر چند کہ اکھاتیج کے موقع پر ایسی شادیوں کی حوصلہ شکنی کے ہر ممکن اقدامات کیے جاتے ہیں، لیکن صرف ایک اسی موقع پر ہی کیا موقوف، دیگر مواقع پر بھی بچوں کی انفرادی اور اجتماعی شادیاں دھوم دھام سے ہوتی رہتی ہیں۔ مردم شماری سروے کے دوران زوجین (بچہ بچی) کے درمیان طلاق، علاحدگی اور بیوگی کے اسباب سے متعلق چونکا دینے والی باتیں بھی سامنے آئی ہیں، کہیں یہ اسباب یکساں پائے گئے تو کہیں الگ الگ، لیکن زیادہ تر معاملات کے پیچھے جہیز، بیٹے بیٹی میں فرق، گھریلو مظالم، ناجائز تعلقات، جنسی ناآسودگی جیسے معاملات پائے گئے، ایک یونیورسٹی کے ماہر سماجیات تو کہتے ہیں کہ وہ تو اچھا ہوا کہ مردم شماری کے دوران ان شادی شدہ بچے بچیوں میں تعدد ازدواج (polygamy) کی بابت سوال نہیں کیا گیا، ورنہ اور گھناؤنے انکشافات منظر عام پر آتے۔ وہ مزید کہتے ہیں کہ طلاق اور علاحدگی کے بعد تو بچیوں کی زندگی بالکل جہنم بن کر رہ جاتی اور انہیں تنہائی کی زندگی گذارنی پڑتی ہے، جو اکثر ناجائز تعلقات اور ہوس کے درندوں کے ہتھے چڑھ جانے یا پھر خودکشی پر جا کر تمام ہوتی ہے۔

مردم شماری رپورٹ کی کھلی پرتوں سے پتہ چلتا ہے کہ راجستھان میں جن ۳۶۶ بچے بچیوں کے درمیان باقاعدہ طلاق ہو چکی ہے، ان کی عمر دس سے ۱۴/سال کے درمیان ہے، جب کہ اسی عمر گروپ کے درمیان ۳۵۰۶ بیوائیں ہیں، اور ۱۲۸۵۵ الگ الگ رہنے والے میاں بیوی ہیں۔ ریاست میں ۱۰ سے ۱۴/سال کی عمر والے شادی شادہ بچے بچیوں کی تعداد تقریباً ڈھائی لاکھ اور ۱۵/ سے ۱۹/سال کی عمر والے شادی شدہ بچے بچیوں کی تعداد ۱۳/ لاکھ ۶۲/ہزار ہے، یعنی راجستھان میں شادی شدہ لوگوں کی مجموعی تعداد ۳/کروڑ ۲۹/لاکھ افراد میں ۹۲ء۴ فیصد شادی شدہ نابالغوں پر مشتمل ہے۔

ہندوستان میں ہر چند کہ اشروئے قانون بچپن کی شادی پر پابندی عائد ہے، لیکن اس کا حشر بھی دوسری پابندیوں کے حشر جیسا ہی ہے۔ مردم شماری سروے سے سامنے آنے والے حقائق اس کا بین ثبوت ہیں، حکومت اس سلسلے میں شاید مختلف تحفظات کی وجہ سے جان بوجھ کر دھیرے دھیرے چلنے کو ترجیح دیتی ہے، پولیس یا کسی این جی او کی مداخلت سے ایک آدھ دورافتادہ گاؤں یا قصبے میں کسی نابالغ لڑکی لڑکے کی شادی رکوا دینا بس ایک خانہ پری سا لگتا ہے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہندوستان میں بچپن کی شادی روکنے، بیوہ کی دوبارہ شادی کرانے اور ستی جیسے رواجوں کو ختم کرانے کے لیے ماضی میں مصلحین سماج نے بڑی کوششیں کی ہیں، جن کا یقیناً بڑا فائدہ بھی ہوا ہے، ستی کی رسم تو تقریباً ختم ہو چکی ہے، لیکن مردم شماری کے حقائق چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ اب بھی بہت کچھ کیا جانا باقی ہے۔ **(بشکریہ روزنامہ راشٹریہ سہارا ہندی، ترجمہ: محمد عادل فریدی)**

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

تنزانیہ میں کشتی حادثہ، ۱۳۶؍افراد جاں بحق

تنزانیہ دارالحکومت دارالسلام کی وکٹوریہ جھیل میں جمعرات کو کشتی حادثہ میں کم سے کم ۱۳۶؍افراد کے ہلاک ہونے کی تصدیق ہوگئی ہے اور لاپتہ ہونے والے لوگوں کی تلاش جاری ہے۔ وکٹوریہ جھیل کے ساحل پر واقع بندرگاہ کے علاقائی کمشنر جان مونگیلا نے بتایا کہ جمعہ کی صبح کئی لاشیں نکالی گئیں جس سے اموات کی تعداد بڑھ کر تقریباً ۱۳۶؍ہوگئی۔ حادثہ کا شکار ہونے والی ایم وی نیرے نامی اس کشتی میں ۳۰۰؍سے زیادہ افراد سوار تھے۔(یواین آئی)

انڈونیشیا میں سرکاری ملازمین کو نماز پڑھنے کا حکم، ورنہ جاسکتی ہے نوکری

انڈونیشیا میں ایک شہر کے میئر نے تمام سینئر ملازمین کو خبردار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ باقاعدگی سے مقامی افراد کے ساتھ نماز ادا کریں اور اگر ایسا نہ کیا گیا تو انہیں اس کے نتائج بھگتنے ہوں گے۔ جرمن نیوز ایجنسی ڈی پی اے کے مطابق انڈونیشیا کے شہر پالمبانگ کے نئے میئر ہارنو جویو نے رواں ہفتے ہی اپنے عہدے کا حلف اٹھایا ہے اور انہوں نے ''مارننگ پریئر اسمبلی موومنٹ'' کا آغاز کیا ہے۔ پالمبانگ جنوبی سماترا کا صوبائی دارالحکومت ہے۔ میئر کے دفتر کے ترجمان ابو بلال کا کہنا تھا کہ یہ نئے احکامات تمام ۱۶؍ہزار سینئر سول ملازمین پر نافذ ہوتے ہیں۔ نماز ادا نہ کرنے والے ملازمین کی تنزلی کے ساتھ ساتھ انہیں ان کے عہدوں سے بھی فارغ کیا جاسکتا ہے۔ ابو بلال کا کہنا تھا کہ اس حکم کی تعمیل کو یقینی بنانے کے لیے گوگل میپس کی مدد سے ایک موبائل ایپ کے ذریعے ایسے عہدیداروں کے مسجد جانے یا نہ جانے کے حوالے سے معلومات جمع کی جائیں گی۔ شہر کے میئر نے خود بھی اپنی پانچ سالہ مدت ملازمت کے دوران اس شہر کے ۱۰۷؍دیہات میں جانے اور لوگوں کے مسائل سننے کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ خود بھی ہر روز فجر کی نماز مقامی مسجد میں ادا کیا کریں گے۔ انڈونیشیا کے اخبار ری پبلکا ڈیلی کے مطابق میئر نے مختلف سول عہدیداروں کو بھی کہا ہے کہ وہ فجر کی نماز میں ان کے ساتھ جایا کریں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ خیال رہے کہ انڈونیشیا دنیا کا سب سے زیادہ آبادی والا مسلمان ملک ہے اور مرکزی حکومت بڑی حد تک ایک سیکولر حکومت ہے۔(قومی آواز)

آنگ سانگ سوچی کے خلاف ''پوسٹ'' پر کالم نگار کو سات سال کی سزا

ایک وقت تھا جب آنگ سانگ سوچی نے میانمار میں جمہوریت اور آزادیٔ اظہار کیلئے مہم چلا کر وہاں کے فوجی آمروں کے خلاف عوام کو کھڑا کیا تھا، اور اب حال یہ ہے کہ میانمار میں ہر طرح سے ان لوگوں کے خلاف کارروائی کی جارہی ہے جو انصاف اور جمہوریت پسند ہیں۔ روہنگیائیوں کے خلاف ہونے والی زیادتیوں پر دنیا کے احتجاج پر سوچی خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں اور رائٹر کے صحافیوں نے فوج کی روہنگیا کے خلاف زیادتیوں کا پردہ فاش کیا تو انہیں جیل میں ڈال دیا گیا۔ اب ایک اور معاملہ میں ایک کالم نگار کو سات سال کی سزا سنائی گئی ہے، اس کے خلاف الزام ہے کہ اس نے سوچی کے خلاف متنازع پوسٹ کی تھی۔(یواین آئی)

اسپین کا یورپی یونین سے فلسطین کو آزاد ریاست تسلیم کرنے کا مطالبہ

اسپین نے یورپی یونین سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ فلسطین کو آزاد ریاست تسلیم کرلے۔ آسٹریا میں یورپی یونین کے لیڈرز کی کانفرنس کے دوران اسپین کے وزیر خارجہ نے کہا کہ ہسپانوی حکومت یورپی یونین پر زور دے گی کہ وہ فلسطین کو بطور آزاد ریاست تسلیم کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہسپانوی سفارت کار اس سلسلے میں یورپی سفارت کاروں کے ساتھ غیر معمولی مذاکرات کرکے مشترکہ موقف طے کرنے کی کوشش کریں گے۔ وزیر خارجہ کا مزید کہنا تھا اگر یورپی یونین نے ایسا نہ کیا تو اسپین فلسطین کو آزاد ریاست تسلیم کرلے گا۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

ایران نے مذاکرات کی امریکی پیشکش مسترد کردی

ایرانی حکومت نے مذاکرات کی امریکی پیشکش کو مسترد کردیا ہے۔ ایرانی وزیر خارجہ جواد ظریف نے کہا ہے کہ امریکا نے ۲۰۱۵ء میں ہونے والا ایٹمی معاہدہ توڑ کر ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے، ایٹمی معاہدہ اقوام متحدہ اور دیگر عالمی قوتوں کی رضامندی سے ہوا تھا جسے امریکہ نے ختم کیا ہے۔ ایران نے اقوام متحدہ اور سیکیورٹی کونسل سے کہا ہے کہ وہ اسرائیلی دھمکیوں کی مذمت کریں۔ اقوام متحدہ کیلئے ایرانی سفیر نے عالمی ادارے کے سربراہ انتونیو گوٹرش اور سلامتی کونسل کو ارسال کردہ ایک خط میں لکھا ہے کہ بین الاقوامی برادری کو ایران کے خلاف اسرائیلی دھمکیوں کو سنجیدگی سے لینا چاہیے اور اس کی مذمت کرنا چاہیے۔ اس خط میں مزید اصرار کیا گیا کہ اقوام متحدہ کو اسرائیلی جوہری پروگرام کی نگرانی بھی کرنا چاہیے۔ دوسری طرف امریکی وزارت خارجہ نے ایک بار پھر ایران کی دہشت نواز پالیسی کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے ایران کو دہشت گردی کا دنیا کا سب سے بڑا سرپرست قرار دیا۔(نیوز ایکسپریس)

اسرائیل کی کوششوں کے باوجود جدید راکٹ حاصل کرلیے ہیں: حزب اللہ

لبنان کے شدت پسند گروپ حزب اللہ نے کہا ہے کہ اسرائیل کی کوششوں کے باوجود وہ جدید ترین راکٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ہیں۔ تنظیم کے رہنما حسن نصراللہ نے حامیوں کو بتایا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اسرائیلی انھیں روکنے کے لیے کیا کیا اقدامات کررہا ہے، کیونکہ وہ تو پہلے ہی ''ٹھیک نشانے پر مار کرنے والے راکٹ'' حاصل کرچکے ہیں۔ لیکن انھوں نے اپنے دعوے کا کوئی ثبوت نہیں دیا۔ انہوں نے اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''م جتنی بھی کوشش کرلو راستہ بند کرنے کی، یہ معاملہ اب ختم ہو چکا ہے اور ہمارے پاس ٹھیک نشانے پر مار کرنے والے راکٹ اور صلاحیت آگئی ہے۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ ''اگر اسرائیل نے لبنان پر جنگ مسلط کی تو اسے بھرپور جواب ملے گا۔''(بی بی سی لندن)

بزنس، روزگار و کیریئر

سوامی وویکانند کی تقریر کو اسکولی نصاب میں شامل کیا جائے گا

مغربی بنگال حکومت نے امریکہ کے شکاگو میں عالمی مذاہب کی تقریب میں سوامی وویکانند کی پرجوش تقریر کو اسکولی نصاب میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر تعلیم پارتھا چٹرجی نے بتایا کہ سوامی وویکانند کی تقریر والی چھوٹی کتابوں کو اسکولی طلبہ میں مفت تقسیم کیا جائے گا اور اس کا مقصد طلبہ کو اخلاقی طور پر بہتر انسان بنانا ہے۔ اسکے علاوہ دیگر سماجی مصلح افراد کی زندگی سے متعلق باتوں، ان کے کاموں اور پیغامات کو بھی اسکولی نصاب میں جگہ دی جائے گی۔ انہوں نے بتایا کہ ماہرین کی ایک کمیٹی اس معاملہ پر غور کررہی ہے اور اس سلسلہ میں جلد ہی فیصلہ کیا جائے گا۔ یہی کمیٹی ان کتابوں کے بارے میں حتمی فیصلہ کرے گی جن میں ان چیزوں کو شامل کیا جائے گا۔ کمیٹی یہ بھی فیصلہ کرے گی کہ انہیں کس کلاس سے شروع کرنا ہے اور اس سلسلہ میں کمیٹی کی حتمی رپورٹ کو وزیر اعلی ممتا بنرجی کے سامنے رکھا جائے گا۔ وزیر تعلیم نے کہا کہ گزشتہ چار دہائیوں میں سماجی مصلحین کے پیغامات کو عام لوگوں تک پہنچانے کے لئے کوئی بھی خاص کام نہیں کیا گیا ہے اور اب وزیر اعلی نے اس سمت میں پہل کی ہے۔(یواین آئی)

انل امبانی کو رافیل معاہدہ میں ہندوستان نے شریک کیا، فرانس نے نہیں: اولاند

ایک سنسنی خیز انکشاف میں فرانس کے سابق صدر فرینکوئس اولاند نے کہا کہ ''رافیل طیارہ معاہدہ میں انل امبانی کو فرانس یا دسالٹ نے منتخب نہیں کیا بلکہ حکومت ہند کی جانب سے ہمیں ان کا نام دیا گیا تھا اور فرانس کے پاس انل امبانی کے علاوہ کوئی دوسرا متبادل ہی نہیں تھا۔ ہم نے وہی پارٹنر چنا جو ہمیں دیا گیا۔'' یہ انکشاف فرانس کی نیوز ویب سائٹ ''میڈیا پارٹ'' نے کیا ہے۔ کانگریس نے اس انکشاف کے بعد ٹوئٹ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''فرانس کے سابق صدر کے اس انکشاف سے مودی حکومت کے جھوٹ کی قلعی پوری طرح کھل گئی ہے۔''(قومی آواز)

سبھی یونیورسٹیز ۲۹؍ستمبر کو ''سرجیکل اسٹرائیک ڈے'' منائیں: یو جی سی

یونیورسٹی گرانٹس کمیشن (یو جی سی) نے ملک کی سبھی یونیورسٹیوں اور کالجوں کو حکم صادر کیا ہے کہ وہ ۲۹؍ستمبر کو ''سرجیکل اسٹرائیک ڈے'' منائیں۔ اس سلسلے میں یو جی سی نے مشورہ دیا ہے کہ یونیورسٹیز اور کالجز مسلح افواج کی قربانیوں کے بارے میں سابق فوجیوں سے انٹریکشن سیشن، خصوصی پریڈ، نمائش کا اہتمام کرسکتے ہیں اور مسلح افواج کو اپنی حمایت دینے سے متعلق گریٹنگ کارڈ بھی بھیج سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اگر وہ کسی طرح کی تقریب کا انعقاد کرنا چاہتے ہیں تو کرسکتے ہیں۔ یو جی سی نے سبھی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر کے نام جمعرات کو خط بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ ''سبھی یونیورسٹیوں کی این سی سی یونٹ کے ذریعہ ۲۹؍ستمبر کو خصوصی پریڈ کا انعقاد کیا جانا چاہیے جس کے بعد این سی سی کے کمانڈر سرحد کی سیکورٹی کے طور طریقوں کے بارے میں طلبہ کو بتائیں۔''(قومی آواز)

''اسکل انڈیا'' کا پیسہ بی جے پی کے دلالوں نے ہضم کرلیا: کانگریس

کانگریس ترجمان ابھشیک منوسنگھوی کا کہنا ہے کہ مودی حکومت کے ہر منصوبے اور اعلانات کی طرح ''اسکل انڈیا مشن'' بھی ایک بڑے گھوٹالے کی شکل میں سامنے آیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرکزی حکومت کا ''اسکل انڈیا'' نعرہ دراصل ''اسکیم وِتھ انڈیا'' بن گیا ہے۔ کانگریس نے جمعہ کے روز دہلی میں پریس کانفرنس کیا جس میں کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی نے ۱۸؍اگست ۲۰۱۸ء کو دعویٰ کیا تھا کہ دہلی سے ایک روپیہ نکلتا ہے تو پورا ایک سو پیسہ غریبوں تک پہنچتا ہے۔ لیکن اس دعوے کے ایک مہینے کے اندر ہی میڈیا کی تحقیق اور پارلیمنٹ میں مرکزی وزراء کے ذریعہ دیے گئے جوابات سے یہ دعویٰ کھوکھلا ثابت ہوگیا ہے۔ کانگریس ترجمان نے کہا کہ ''وزیر اعظم نے دھوم دھام کے ساتھ ۱۵؍جولائی ۲۰۱۵ء کو اسکل انڈیا کا اعلان کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ ۲۰۲۲ء تک ۴۰؍کروڑ لوگوں کو تربیت یافتہ کیا جائے گا۔ پی ایم نے یہ بھی کہا تھا کہ یہ صرف لوگوں کی جیب میں پیسہ ڈالنے کے لیے نہیں بلکہ غریبوں میں اعتماد پیدا کرنے کے لیے شروع کیا گیا منصوبہ ہے، لیکن یہ جھوٹ ثابت ہوا۔ تحقیق کے دوران منصوبے کی حقیقت سب کے سامنے آگئی ہے۔ مودی حکومت کے ہر منصوبے اور اعلانات کی طرح ہی ''اسکل انڈیا'' مشن بھی ایک بڑے گھوٹالے کی شکل میں سامنے آیا ہے، اس منصوبہ کے پس پشت بی جے پی سے جڑے بچولیے، دلال اور مافیا پیسہ بنا رہے ہیں۔ اس منصوبہ کے تحت پارٹنر ایجنسی کو حکومت کی طرف سے ہر تربیت حاصل کرنے والے کے اوپر دس ہزار روپے خرچ کرنے کی اجازت ہے۔ اس رقم کا ۷۵؍فیصد سبسیڈی کی شکل میں حکومت ایجنسی کو دیتی ہے، اس منصوبہ سے ملحق پارٹنر ایجنسی زیادہ تر بی جے پی سے جڑے لوگوں کے پاس ہے۔ کانگریس نے الزام عائد کیا کہ بچولیے اور دلال اسکل انڈیا کے نام پر معصوم لوگوں کا آدھار نمبر اور دوسری جانکاریاں لے لیتے ہیں اور اس کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔(قومی آواز)

گجرات کے تیس فیصد گھروں میں بیت الخلاء نہیں

مودی حکومت نے لوک سبھا میں بتایا تھا کہ ''سوچھ بھارت ابھیان'' کے تحت گجرات سمیت گیارہ ریاستیں ایسی ہیں جہاں لوگ کھلے میں بیت الخلاء نہیں جاتے، لیکن سی اے جی نے گجرات میں ہی ان کے دعووں کی ہوا نکال دی۔ سی اے جی نے گجرات کی بی جے پی حکومت کے ان دعووں کو جھوٹا ثابت کردیا ہے جس میں انھوں نے کہا تھا کہ ریاست میں اب کوئی گھر ایسا نہیں جہاں بیت الخلاء نہ ہو۔ گجرات حکومت ریاست کو ''کھلے میں بیت الخلاء سے پاک'' قرار دے چکی ہے، لیکن سی اے جی (کمپٹرولر اینڈ آڈیٹر جنرل آف انڈیا) نے یہاں کے ۸؍اضلاع میں جو سروے کیا ہے اس کے مطابق تقریباً تیس فیصد گھروں میں بیت الخلاء موجود نہیں اور یہاں کے لوگ کھلے میں بیت الخلاء جانے کے لیے مجبور ہیں۔ رپورٹ میں واضح لفظوں میں لکھا گیا ہے کہ ''ریاستی حکومت کا یہ دعویٰ صحیح نہیں نظر آتا کہ گجرات کے سبھی اضلاع کھلے میں بیت الخلاء سے پاک ہوگئے ہیں۔''(قومی آواز)

طب وسائنس

کمر اور ہاتھ پیروں کا درد اور اس کا علاج

پروفیسر ڈاکٹر رضوان مسعود

انسان چونکہ سیدھا کھڑے ہوکر چلتا ہے۔اس لئے انسانی کمر پر بوجھ زیادہ پڑتا ہے اسی لئے دوسرے جانداروں کے مقابلے میں جوکہ چاروں ٹانگوں پر چلتے ہیں۔انسانوں میں ریڑھ کی ہڈیوں کی بیماریاں بہت عام ہیں۔دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں میں وزن مناسب حد سے کم یا زیادہ ہو، جسمانی مشقت یا ورزش ایک خاص حد سے زیادہ یا کم ہوان لوگوں میں ریڑھ کی ہڈی کی بیماریاں عام ہیں۔

کمر درد کا علاج، آپریشن کتنا کامیاب ہو تا ھے ؟

کمر کا آپریشن ایک محفوظ آپریشن ہےاوراس کے نتائج کافی اچھے ہوتے ہیں، بیماری کا علاج نہ کرنا آپریشن نہ کرنے سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ اس سے نہ صرف چلنے پھرنے میں رکاوٹ ہوسکتی ہے بلکہ پیشاب اور پاخانے کا کنٹرول بھی ختم ہوسکتا ہے۔کمر درد کا علاج اسی وقت شروع ہو جانا چاہئے جب مریض کو دیکھا جائے۔سب سے پہلے اٹھنے بیٹھنے کی احتیاط ضروری ہے۔کام کے دوران کمر کیسے سیدھی رکھنا ہوگی، جھکنے میں کیسے احتیاط کرنی ہے۔یہ سب بتایا جاتا ہے۔کمر پر لگانے کے لئے بیلٹ ایک اچھی چیز ہے جو کمر کو سیدھا رکھتی ہے۔اس کے بعد مختلف قسم کی ورزشیں اور فزیوتھراپی کی پلاننگ کی جاتی ہے ۔فزیوتھراپی میں ضروری ہے کہ ہر مریض کے لئے سپیشل excercises اور طریقہ اختیار کیا جائے ۔پچھلے 2 سال میں نئی تکنیک کے ذریعے سے epidural اور highly selective intrafacet injections استعمال کیے جارہے ہیں۔ساری دنیا میں ان کے رزلٹ اچھے ہیں۔آجکل endoscopic disc surgery ایک کارآمد طریقہ ہے۔بڑے آپریشن جسے decompression and disc excision کہا جاتا ہے میں بھی بہت ریسرچ کی گئی ہے۔جدید ترین تکنیک کے ذریعے مریض آپریشن کے بعد 8 گھنٹے میں چلنے کے قابل ہو جاتا ہےاور 24 گھنٹوں میں گھر چلا جاتا ہے۔اس طرح سے دس دن بعد اپنے کام پر جانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

ھاتھ یا بازو میں درد کے وجوھات اور ان کا علاج ؟

جوافراد اپنے وزن کا خیال نہیں رکھتے اوران کا وزن غیر ضروری طور پر بڑھ جاتا ہے۔ وہ لوگ مختلف قسم کی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہین۔ان بیماریوں میں ذیابیطس اور کولیسٹرول کی زیادتی سرفہرست ہیں۔آہستہ آہستہ جسم میں چکنائی جمع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔جب ہاتھ کی کلائی میں موٹاپے کے اثرات بڑھیں تو یہاں سے گذرنے والے اعصاب پر دباؤ بڑھ جاتا ہے اگر تکلیف مزید بڑھے تو انگلیوں میں درد، انگلیوں کا سُن ہو جانا اور کمزور ہو جانا شروع ہو جاتا ہے۔

اسے ہم (Carpal Tunnal Syndrome) کہتے ہیں ایسے مریضوں کو سب سے پہلے ادویات کے ذریعے اعصاب پر دباؤ کو کم کیا جاتا ہے۔کچھ مریضوں میں کلائی میں ایک خاص انجکشن لگایا جاتا ہے۔یہ بیماری اُن لوگوں میں زیادہ ہوتی ہے جو مختلف قسم کے جوڑوں کے درد کا شکار ہوں، کبھی کلائی پر چوٹ لگی ہو، گردوں کی یا دل کی تکلیف ہو۔چند مریض ایسے ہوتے ہیں جنہیں نہ تو دوائیوں سے آرام ملتا ہے اور نہ انجکشن سے شفا ملتی ہے۔ان حالات میں ہم آپریشن کے ذریعے اعصاب پر دباؤ کم کر دیتے ہیں اور مریض مکمل طور پر صحت یاب ہو جاتا ہے۔

کمر اور حرام مغز کی چوٹ اور اسکا علاج

کمر اور حرام مغز کی چوٹ آج کل کے دور میں نہایت سنگین مسئلہ بن چکا ہے۔نوجوان اس کا شکار ہوتے ہیں۔محتاط اندازہ کے مطابق پنجاب میں ہر سال 12 ہزار افراد اس مسئلہ کا شکار ہوتے ہیں۔یعنی اتنے خاندان اپنے مستقبل سے محروم ہو جاتے ہیں۔ان خاندانوں میں کام کے لئے یا تو چھوٹے بچے زندہ رہ جاتے ہیں یا بوڑھے ماں باپ۔ان حادثات میں بڑی وجہ موٹر سائیکل چلانے میں بے احتیاطی ہے۔اسی طرح سر کی چوٹ کے ہر مریض کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ حرام مغز کی چوٹ بھی موجود ہے۔

جب بھی کسی ڈاکٹر کے پاس حادثے میں زخمی کمر کی چوٹ کا مریض آئے تو اسے بالکل سیدھا اسٹریچر لٹائیں سر اور گردن کو بالکل حرکت نہ دیں۔مریض کے منہ کا معائنہ کریں۔سانس کی نالی کو کھُلا رکھیں اوراس کی صفائی Suction کے ساتھ کریں تاکہ ہر طرح کی رطوبت، خون، ٹوٹے ہوئے دانت وغیرہ نکل جائیں۔نچلا جبڑا آگے کی طرف کھینچ کر رکھیں تاکہ زبان پیچھے کی طرف ہو کر سانس کی نالی میں رکاوٹ نہ کرے۔مریض کی سانس کی رفتار اور چھاتی کا پھیلاؤ دیکھ کر اگر ضرورت ہے تو آکسیجن لگائیں اور مصنوعی سانس شروع کر دیں۔کسی بھی خون کی شریان میں ڈرپ لگا دیں تاکہ مزید انجکشن دیئے جاسکیں۔سب سے پہلے مریض کا بلڈ پریشر نارمل کریں۔پھر ایسی دوائیاں دی جاسکتی ہیں جیسے کہ methylprednisolone تاکہ spinal cord کے اندر سوزش کم ہو جائے۔پھر مریض کو ٹیچنگ ہسپتال میں شفٹ کروا دیں۔

بہت سے لوگ کمر کی چوٹ سے مکمل طور پر ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ بہت سے مریض ٹھیک ہونے میں کئی مہینے لگاتے ہیں۔فزیوتھراپی اور مختلف ورزشوں کے ذریعے مریض بہتر ہوتا رہتا ہے۔تمام تر علاج کے باوجود تقریبا 30 فیصد مریض اس میں جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔عموماً جتنا زیادہ مریض ابتدائی حالت میں معذور ہوگا اتنا ہی اس کے بچنے کے امکانات کم ہوں گے۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ — راشد العزیری ندوی

تین طلاق بل پر مرکزی کابینہ نے آرڈیننس کو دی منظوری

مرکز کی مودی حکومت نے تین طلاق بل کو پارلیمنٹ میں پاس کرانے میں ناکام رہنے پر اسے نافذ کرانے کے لئے آرڈیننس کا راستہ اپنایا ہے۔ بدھ کو مرکزی کابینہ کی میٹنگ میں تین طلاق کو قابل سزا جرم بنانے والے آرڈیننس کو منظوری دی گئی۔یہ آرڈیننس ۶؍ماہ تک لاگو رہے گا۔اس دوران حکومت کو اسے پارلیمنٹ سے پاس کرانا ہوگا۔حکومت کو پارلیمنٹ کے سرمائی اجلاس میں ہی اسے پاس کرانا ہوگا۔اس آرڈیننس میں مسلم وومین پروٹیکشن آف رائٹس ان میرتج ایکٹ کی طرح ہی التزامات ہوں گے۔اس بل کو پچھلے سال دسمبر میں لوک سبھا میں پاس کردیا گیا تھا۔حالانکہ راجیہ سبھا میں جہاں حکومت کے پاس ارکان کی تعداد کم ہے، وہاں ہنگامہ کے مدنظر اس بل پر بحث بھی نہیں ہو پائی تھی۔مودی کابینہ نے بھلے ہی آرڈیننس پاس کر دیا ہے لیکن اسے پارلیمنٹ میں پاس کرانا حکومت کے لئے ضروری ہو گا۔سپریم کورٹ نے جنوری ۲۰۱۷ء میں فیصلہ دیا تھا کہ آرڈیننس لانے کی طاقت قانون بنانے کے لئے متوازی طاقت نہیں ہے۔عدالت نے کہا تھا کہ کسی بل کے پاس نہیں ہونے پر اس کے لئے آرڈیننس لانا آئین کے ساتھ دھوکہ دھڑی ہے اوراس لئے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔اس بل کے تحت فوری تین طلاق کو جرم کے زمرے میں رکھا گیا ہے۔اپنی بیوی کو ایک بار میں تین طلاق بول کر طلاق دینے والے مسلم مردوں کو تین سال کی جیل کی سزا ہو سکتی ہے۔اس بل میں مسلم خاتون کو بھتہ اور بچوں کی پرورش کے لئے خرچ کو لے کر بھی التزام ہے۔

تین طلاق سے متعلق آرڈیننس اپنی غلطی پر اصرار اور غیر جمہوری طریقہ: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی سکریٹری وترجمان آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اپنے پریس نوٹ میں کہا ہے کہ مرکزی حکومت نے تین طلاق کے مسئلے پر جو آرڈیننس جاری کرنے کا فیصلہ لیا ہے، وہ نہایت غیر جمہوری، غیر آئینی اور پارلیامنٹ کی توہین ہے، ابھی کچھ عرصہ پہلے پارلیامنٹ کا سیشن ہوا اور جلد ہی سرمائی سیشن ہونے والا ہے، اِس وقت آرڈیننس کے ذریعہ کسی قانون کو لانا چور دروازے سے قانون کی عمارت میں نقب لگانے کی ناپاک کوشش ہے، مولانا رحمانی نے اپنے بیان میں کہا کہ حکومت نے تین طلاق سے متعلق جو بل پیش کیا ہے وہ تضادات سے بھرا ہوا ہے، اِس قانون کے مطابق اگر کوئی مرد تین دفعہ طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہوتی ہے؛ لیکن طلاق واقع ہونے کی سزا اس کو دی جائے گی، یہ نہایت غیر منطقی بات ہے کہ غلطی نہ ہو، جرم واقع نہ ہو اور اس پر اس کو سزا دی جائے، مسلم پرسنل لا بورڈ نے بھی اس پر حکومت کو متوجہ کیا، اپوزیشن پارٹیوں نے بھی اس پر متوجہ کیا، حکومت کو چاہئے تھا کہ وہ اپنی غلطی کو محسوس کرے اور اس کی اصلاح کرے؛ لیکن وہ صرف سیاسی مقاصد کے لئے اپنی غلطی پر اصرار کر رہی ہے اور اس کے لئے اس نے نہایت غیر جمہوری طریقہ اختیار کیا ہے، یہ مسلمانوں کے لئے ناقابل قبول ہے، عنقریب مسلم پرسنل لا بورڈ کی لیگل کمیٹی آرڈیننس کے مسودے پر غور کرے گی اور اگلے اقدام کے بارے میں فیصلہ کرے گی اور اگر ضرورت محسوس کرے گی تو سپریم کورٹ سے اس کے خلاف رجوع ہوگی،

درحقیقت حکومت کا یہ قدم لوگوں کو اصل مسائل سے توجہ ہٹانے کی کوشش ہے، عوام میں بدامنی، بڑھتی ہوئی مہنگائی اور گرانی کی وجہ سے جو برہمی پائی جاتی ہے اس کا رخ، موڑنے کے لئے حکومت نے یہ حربہ اختیار کیا ہے۔

مذہبی معاملات میں حکومت کی مداخلت ناقابل قبول: مفتی ابوالقاسم نعمانی

مودی کابینہ کے ذریعہ تین طلاق پر آرڈیننس منظور کرنے پر دارلعلوم دیوبند نے مودی حکومت کے اس فیصلہ کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے اس کو مذہبی معاملات میں مداخلت قرار دیا اور کہا کہ حکومت کا یہ قدم دستور ہند کی روح کے منافی ہے ۔مرکزی حکومت کے ذریعہ طلاق ثلاثہ کے متعلق بنائے گئے قانون اور کابینہ کے ذریعہ منظور کئے گئے آرڈیننس پر دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی نے تشویش کا اظہار کیا ہے اور اس آرڈیننس کو مذہبی معاملات میں مداخلت مانتے ہوئے اس کی مذمت کی ہے۔مفتی ابوالقاسم نعمانی نے کہا کہ دستور ہند ہمیں مذہبی آزادی دیتا ہے اور طلاق ونکاح جیسے مسائل خالص مذہبی امور ہیں، ان میں کسی بھی حکومت کی مداخلت ناقابل قبول ہے، ہم حکومت کے اس اقدام کو دستور کی روح کے منافی مانتے ہیں۔

تین طلاق پر آرڈیننس کا خمیازہ بھگتے گی بی جے پی حکومت: رنجیتا رنجن

کانگریس کی سینئر لیڈر اور ممبر پارلیمنٹ محترمہ رنجیتا رنجن نے کہا کہ تین طلاق کے مسئلے پر آرڈیننس مسلمانوں پر جبراً تھوپا گیا ہے جس کا خمیازہ مرکز کی بی جے پی حکومت کو بھگتنا ہوگا۔رنجن نے آرڈیننس کی خامیاں اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ اس مسئلے پر لائے گئے بل کی خامیوں پر راجیہ سبھا میں بحث ہو چکی ہے۔کانگریس بل کو بہتر کرنے کے تعلق سے اپنی رائے ملک کے سامنے رکھ چکی ہے۔اس بل میں طلاق متاثروں کے لے معاوضہ کا التزام نہیں، طلاق دینے پر شوہر کو جیل جانے جیسی خامیاں ہیں، لیکن موجودہ حکومت اپنے رخ پر قائم ہے۔انہوں نے دعوی کیا کہ حکومت کا یہ سیاسی داؤ الٹا پڑے گا اور آنے والے عام انتخابات میں اس کو زبردست قیمت چکانی پڑے گی۔(قومی آواز)

جیٹ ایئرویز کے عملہ کی لاپرواہی؛ مسافروں کی ناک وکان سے خون نکلنے پر افراتفری

جیٹ ایئرویز میں اس وقت افراتفری مچ گئی جب جمعرات کی صبح ممبئی سے ۱۶۶؍مسافروں کو لیکر جے پور جانے والی پرواز کے کرو ممبر پریشر برقرار رکھنے والے بٹن کو دبانا بھول گئے ۔۱۴؍ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچنے کے بعد طیارے میں آکسیجن کی کمی پیدا ہوگئی اور دیکھتے ہی دیکھتے متعدد مسافروں کے کان اور ناک سے خون بہنا شروع ہو گیا اور کچھ مسافر سر درد کی شکایت میں مبتلا ہو گئے ۔طیارے کو فوراً ممبئی ایئرپورٹ پر ہنگامی بنیادوں پر اتارا گیا اور متاثرہ مسافروں کو اسپتال میں داخل کرادیا گیا۔ڈاکٹروں کے مطابق مریضوں کی حالت خطرے سے باہر ہے۔اس معاملے میں سول ایوی ایشن کے ڈائریکٹر جنرل نے بتایا کہ واقعہ کے سامنے آنے کے بعد فضائی میزبانوں کو ڈیوٹی سے معطل کردیا گیا اور ایئر کرافٹ ایکسیڈنٹ انویسٹی گیشن بیورو کو تحقیقات کا حکم دیدیا گیا۔(اردو نیوز ڈاٹ کام)

بقیات

بقیہ صفحہ اول .... پھر واقعات نے ثابت کر دیا کہ یہ انتخاب برمحل تھا، ان کے دور امارت میں امارت کا کام زیادہ وسیع اور منظّم ہوگیا، کئی نئے شعبوں کا آغاز ہوا۔ دارالقضاء کھلے، قاضیوں کے فیصلے کی اپیل کے سلسلہ میں شرعی فیصلوں کی اہمیت، اور ان کے احترام کا اظہار ہوا، قضاۃ کی تربیت کا نظم کیا گیا، قاضیوں کا تقرر عمل میں آیا، سندِ قضاء دینے کا سلسلہ شروع ہوا، دارالافتاء کی مزید تنظیم ہوئی، بیت المال کی توسیع ہوئی، تحفظ مسلمین اور تبلیغ کے شعبے قائم ہوئے، گاؤں اور اضلاع سے ربط قائم کیا گیا، مسلمان عورتوں کے حقوق کی نگرانی، مشرکانہ مراسم، اور اخلاقی مفاسد اور عاداتِ بد کی مخالفت اور اصلاح ذات البین کی کوششوں کو تیز کیا گیا، مختلف قوموں اور برادریوں کی اصلاح کا قدم اٹھایا گیا۔ فرقہ وارانہ فسادات میں مفید خدمات انجام دی گئیں۔ نئے پیدا ہونے والے مسائل میں جونئے قانون سازی کے نتیجہ میں پیدا ہوئے تھے، مسلمانوں کی رہنمائی، اور حکومت کو توجہ دلائی گئی۔ اسی طرح کے بہت سے کام ہیں، جو امیر شریعت رابع اور ان کے لائق رفقاء وشرکاء کار کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہیں۔ آخر میں مسلم پرسنل لا کے سلسلہ میں وہ جو قائدانہ کردار ادا کر رہے ہیں، وہ کسی سے مخفی نہیں۔

بقیہ قابل قدر فیصلہ............ اس فیصلہ کا قابل قدر پہلو یہ ہے کہ عدالت نے پہلی بار پولس کے ذریعہ غلط طور پر پکڑے گیے شخص کے لیے حکومت کو ہرجانہ ادا کرنے کو کہا ہے، عدالت کے فیصلے دوسرے مقدمات میں نظیر کے طور پر استعمال کیے جاتے ہیں اور دوسرے مقدمات میں وہ فیصلے کی بنیاد بنا کرتے ہیں، نامبی نارائن کے متعلق اس فیصلے کے بعد ضرورت ہے کہ وہ تمام بے گناہ افراد جنہیں پولس نے غلط طریقہ سے مشتبہ دہشت گرد کہہ کر گرفتار کر لیا اور عدالت نے تحقیق کے بعد انہیں برسوں جیل میں رہنے کے بعد بے گناہ قرار دے کر بری کر دیا، ایسے تمام لوگوں کو حکومت اور محکمہ پولس کے خلاف مقدمہ کر کے اذیت ناک اور کرب ناک ان ایام کے لیے ہرجانہ وصول کرنا چاہیے، جو بے گناہی کے ساتھ قید وبند کی نظر ہو گیے، ذہنی اذیت نے انہیں دوسرے کام کے لائق نہیں چھوڑا، سماج میں انہیں سخت رسوائی کا سامنا کرنا پڑا اور خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوا، اس کام کے لیے ان تنظیموں کو بھی آگے آنا چاہیے جو ایسے لوگوں کی بے گناہی ثابت کر کے انہیں آزاد کرانے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہے ہیں۔

بقیہ مجلس شوریٰ منعقدہ ۲۳؍ستمبر ۲۰۱۸ء کے موقع پر پیش کی گئی ناظم امارت شرعیہ کی رپورٹ............ ابھی حال ہی میں ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ میں ہندوستان کی جنوبی ریاست کیرالہ میں تباہ کن سیلاب آیا، جس میں سیکڑوں لوگ جاں بحق ہو گئے، سیکڑوں لوگوں کے مکانات اس طرح دریا برد ہو گئے کہ ان کا نام ونشان تک باقی نہ رہا، کئی لاکھ لوگ بے گھر ہوئے، لاکھوں لوگ کیمپوں اور محفوظ مقامات پر پناہ لینے کو مجبور رہے، ہزاروں کروڑ کی املاک ضائع ہوئیں۔ اس موقع پر امارت شرعیہ نے اپنا پانچ رکنی وفد ریلیف کے کاموں کے لیے کیرالہ بھیجا، اس وفد نے دس دن وہاں رہ کر کیرالہ کے چھ اضلاع ارناکولم، ویناڈ، کالی کٹ، مالاپورم، تریشور اوراڈ کی کے متعدد قصبات اور دیہاتوں میں عبوری راحت کا کام کیا۔

حضرات گرامی آپ کے علم میں ہے کہ آج سے سو سال پہلے شوال ۱۳۳۹ھ کی ۱۹؍تاریخ کو ملک وملت کے اس باوقار تنظیم کا قیام ابوالمحاسن حضرت مولانا محمد سجاد صاحب، حضرت مولانا ابوالکلام آزاد، حضرت مولانا محمد علی مونگیری، حضرت شاہ بدرالدین قادری رحمہم اللہ اور دیگر قوم وملت کا درد رکھنے والے جید علماء ربانیین کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا، آج ہم سب کے لیے یہ فخر اور شکر کا مقام ہے کہ قمری تقویم کے اعتبار سے امارت شرعیہ نے اپنے قیام کے سو سال پورے کر لیے ہیں، ساتھ ہی یہ ہم سب کے لیے مقام احتساب وفکر بھی ہے، ہمیں اس عزم کا اعادہ کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ جس بنیاد پر ہمارے اکابر نے اس ادارہ کو قائم کیا تھا اور جن خطوط پر سو سالوں سے یہ ادارہ چلتا آ رہا ہے وہ باقی رہے اور اس میں ترقی ہوتی رہے۔ ہر سال یوم تاسیس کی مناسبت سے اجلاس منعقد کرنے کی روایت رہی ہے تاکہ لوگوں کو امارت شرعیہ کی سنہری تاریخ، اس کی ہمہ جہت خدمات اور ہشت پہلو کارناموں کے ساتھ ساتھ مستقبل کے عزائم اور منصوبوں سے بھی عوام وخواص کو روشناس کرایا جا سکے۔ سال گذشتہ ۱۴۳۹ھ میں بھی ۱۹؍شوال کو المعہد العالی امارت شرعیہ پھلواری شریف کے ہال میں یوم تاسیس کا اجلاس منعقد کیا گیا، اس کے علاوہ دارالعلوم الاسلامیہ، اور تمام ذیلی دفاتر وذیلی داالقضاء اور امارت شرعیہ کے تحت چلنے والے تعلیمی اداروں میں تاسیس کا اجلاس منعقد کیا گیا۔

حضرات گرامی! اس وقت ایک اہم مسئلہ ووٹرلسٹ میں ناموں کے اندراج کا ہے، آپ کے علم میں اس کی اہمیت ہے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کی ہدایت پر ووٹرلسٹ میں ناموں کے اندراج کی تحریک چلائی جا رہی ہے، دفتر امارت شرعیہ سے ائمہ، علماء، نقباء امارت شرعیہ اور تمام ملی وسماجی شخصیات کو فون کر کے اس اہم کام کی طرف متوجہ کرنے کا کام کیا جا رہا ہے۔ علماء، ائمہ، دانشوران، سیاسی وسماجی نمائندگان سے اپیل ہے کہ وہ خصوصی دل چسپی لے کر اپنے اپنے حلقۂ اثر میں ہر شخص جس کی عمر یکم جنوری ۲۰۱۹ء کو اٹھارہ سال کی ہو جائے گی، خواہ مرد ہو یا عورت، خواندہ ہو یا ناخواندہ، اس کے نام کا ووٹرلسٹ میں اندراج کروائیں، ہر علاقہ میں اس کام کے لیے بی ایل او مقرر ہیں، ان سے مل کر ترجیحی بنیاد پر اس کام کو کیا جائے۔

حضرات! آج کے ایجنڈے میں وفود امارت شرعیہ کے آئندہ کے پروگرام پر غور اور تنظیم کے استحکام ونقباء کے اجلاس کی ترتیب کو بھی شامل کیا گیا، ان شاء اللہ اس پر تفصیل سے گفتگو ہوگی اور آپ حضرات کی رائے سے ہم سب استفادہ کریں گے، ہم امید کرتے ہیں کہ آپ حضرات کے مشورے سے ان سب مسائل کے سلسلہ میں مناسب تجاویز بھی پاس ہوں گی، جن پر عمل درآمد کر کے ان مسائل کے حل کی صورت نکلے گی۔

اخیر میں ہم ایک بار پھر آپ تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور گذارش کرتے ہیں کہ آپ ہمیشہ اسی طرح اپنی توجہات اور نیک آراء سے نوازتے رہیں؛ تاکہ ادارہ کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا رہے۔

بقیہ طلاق مخالف قانون شریعت اسلامی کے خلاف ہے .... لیکن اس سے بحث نہیں ہے اگر ایک بھی تعداد ہو اور وہ معاملہ ظلم کا ہو تو اس پر قانون ہو سکتا ہے، یہاں پر سوال یہ ہے کہ جتنے بھی واقعات رونما ہوئے عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کے بعد اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ کیا قانوناً طلاق کے وقوع کا فیصلہ کیا گیا؟ یا اس کو کالعدم مانا گیا؟ اگر کالعدم مانا گیا تو جو شادی ٹوٹی نہیں، کیا آپ اس خاتون کے شوہر کو جیل بھیج کر کے توڑ دیں گے، کیا ایسا ممکن ہے کہ وہ تین سال کی سزا کاٹ کر دوبارہ اسی بیوی کے ساتھ گذارہ کر سکے؟ اور کیا وہ بیوی اب تین سال تک اس ساس سسر، نند، جیٹھ یا دیور کے ساتھ اس گھر میں گذارہ کر پائے گی، جس کے بیٹے یا بھائی کو اس نے ایسے کام کے لیے جیل بھجوا دیا جو کہ عدالت کے حکم کے مطابق بے اثر تھا؟ جب کہ شوہر کے پاس تین طلاق کے بے اثر ہو جانے کے باوجود بیوی سے چھٹکارہ پانے کی صورت طلاق رجعی (جو عدت کے بعد اثر انداز ہوگی) یا ایک طلاق بائن کی صورت میں موجود ہے اور سپریم کورٹ کے حکم نامہ کی روشنی میں یہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کے دائرے میں نہیں آتی ہے، تو کیا اس نکاح کو قائم رکھا جا سکتا ہے، یقیناً نہیں، اور یہ قانون حکومت کے اس رویہ کو ظاہر کرتا ہے جو اس کا مسلمانوں کے ساتھ ہے، یعنی وہ مسلمانوں کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈالنا چاہتی ہے۔

وزیر قانون نے بل کو پیش کرتے ہوئے پارلیامنٹ میں اپنی تقریر میں کئی اسلامی ملکوں کا حوالہ دیا کہ وہاں طلاق ثلاثہ کو کالعدم قرار دیا گیا ہے، لیکن ان ملکوں کا نام نہیں لیا۔ وزیر قانون نے اس معاملہ میں سراسر غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ دنیا کے کسی بھی اسلامی ملک میں طلاق ثلاثہ کو کالعدم قرار نہیں دیا گیا ہے، ہاں چند ملکوں میں ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک قرار دیا گیا ہے اور ایک طلاق کو قانوناً واقع تسلیم کیا جاتا ہے اور اس پر کوئی سزا نہیں دی جاتی ہے۔ اس لیے یہاں بھی سزا نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن بیشتر ملکوں میں تین طلاق دینے پر تین طلاق کے وقوع کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ سعودی عرب کے اندر بھی مجلس علماء کا فیصلہ ہے کہ تین طلاق دینے پر تین طلاق واقع ہوگی۔ وزیر قانون نے پاکستان کا بھی حوالہ دیا تھا کہ وہاں طلاق کو پینلائز کیا گیا ہے۔ یہ بات بھی انہوں نے ادھوری بتائی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ پاکستان میں یہ قانون موجود ہے کہ اگر کوئی طلاق دینا چاہے گا تو اسے پہلے آربٹریشن کونسل میں تحریری نوٹس بھیجنا ضروری ہے، لیکن اگر کوئی نوٹس نہیں بھیجتا ہے تب بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، انہوں نے پاکستان کے جس آرڈیننس 1961 کی مثال دی وہ غلط ہے، کیوں کہ پاکستان کی سپریم کورٹ نے محمد سرور بنام ریاست کے کیس PLD1988FSC42 میں آربٹریشن کاؤنسل کو نوٹس بھیجے بغیر طلاق کو واقع مانا۔ حکومت کا طلاق ثلاثہ کو کرمنلائز کرنا اس معنی کر مناسب نہیں ہے کیوں کہ اس سے آپ ایک حنفی مسلم عورت کو جو کہ طلاق بائن کے بعد شوہر سے تعلقات رکھنے کو گناہ سمجھتی ہے، اس کو آپ مجبور کر رہے ہیں کہ گناہ سمجھتے ہوئے بھی اس شخص کے ساتھ نکاح میں باقی رہے۔ آپ نے طلاق کے عدم وقوع کا فیصلہ تو دیا، لیکن کیا آپ شوہر کو مجبور کر سکتے ہیں کہ وہ محبت والفت کا تعلق بھی عورت سے برقرار رکھے گا۔ نیز اس بل میں سپریم کورٹ کے حکم کے خلاف الفاظ استعمال کیے گئے۔ سپریم کورٹ کے تین ججوں نے صرف طلاق بدعی، یعنی ایک مجلس کی تین طلاق کے بارے میں حکم دیا ہے، جب کہ اس بل اس کا اثر طلاق بائن اور اس کی تمام شکلوں کو شامل ہے، جس میں فوری طور پر علاحدگی ہوتی ہے۔ اس لیے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ بل اسلام میں مداخلت ہے، جس کی اجازت نہ سپریم کورٹ دیتا ہے اور نہ ہی آئین ہند دیتا ہے۔ ہم آخر میں اسن بات کو پھر دہرانا چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہ بل کسی بھی حالت میں قابل قبول نہیں ہے۔ یہ شریعت میں مداخلت ہے، یہ ظلم کو بڑھاوا دینے والا ہے۔ ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں او یہ بتاتے ہیں کہ کسی مسلمان عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ طلاق بائن کے بعد بغیر نکاح اپنے سابق شوہر کے ساتھ رہے اور زندگی گذارے۔

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۴۰/۸/۷۷/۱۷/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے) نور جہاں خاتون بنت محمد جسیم الدین مقام کرتول ڈاکخانہ پکٹھول خضر چک تھانہ تیگھڑا ضلع بیگوسرائے۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد شمشاد ولد محمد ادریس مرحوم مقام اسلام پور پوکھریا ڈاکخانہ دنولی پھلوریہ تھانہ بلیا ضلع بیگوسرائے۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے میں عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۳؍صفر ۴۰ھ مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۸ء روز سوموار کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۶۹/۱۸۰۷/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بیگوسرائے) عظیمہ خاتون بنت حاجی محمد سنبل مقام ساؤنٹ ڈاکخانہ چھوڑاہی، تھانہ خداوند پور ضلع بیگوسرائے۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد ساجد نظیر ولد نظیر مرحوم مقام ساؤنت ڈاکخانہ چھوڑاہی تھانہ خداوند پور ضلع بیگوسرائے۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکور بالا نے آپ کے خلاف مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں عرصہ ۸؍سال سے غائب ولا پتہ ہونے نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۳؍صفر ۴۰ھ مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۸ء روز سوموار مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں بوقت ۹ بجے دن حاضر ہو کر رفع الزام کریں، تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۱/۴۸۲/۱۴۴۰ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بردونی سمستی پور) رخسانہ خاتون بنت محمد اسلم مقام سرسیہ ڈاکخانہ بھٹمن تھانہ حسن پور روڈ ضلع سمستی پور۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد عاشق ولد محمد فاروق مقام لامعلوم ڈاکخانہ لامعلوم تھانہ لامعلوم ضلع بلند شہر یوپی۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے دعویٰ کیا ہے کہ میری شادی کو چھ سال ہو گیا ہے، میں مدعا علیہ کے ساتھ دو تین ماہ رہی وہاں مجھے ہر طرح کی تکلیف تھی، مدعا علیہ کماتا نہیں ہے، مدعا علیہ لاپرواہ وغافل ہے، مدعی علیہ نے کبھی ٹیلیفون سے رابطہ نہیں کیا، نہ رخصتی کو آئے فتنہ کا زمانہ ہے لغزش کا خطرہ ہے ایک لڑکی جس کا نام شائشتہ پروین ہے اس کی پرورش کی ذمہ داری بھی مجھ ناتواں پر ہے، اس لئے جناب والا سے گزارش ہے کہ میرا نکاح مدعا علیہ سے فسخ کر دیا جائے۔ اس اعلان کے ذریعہ آپ مدعا علیہ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں دارالقضاء کو فوراً اپنی موجودگی اطلاع دیں اور بتاریخ ۱۳؍صفر ۴۰ھ مطابق ۲۲؍اکتوبر ۲۰۱۸ء روز سوموار بوقت ۹ بجے دن مع گواہان وثبوت دارالقضاء برودونی میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ بصورت عدم حاضری مقدمہ فیصل کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس سے جڑیں

آل اندیا مسلم پرسنل لابورڈ مسلمانان ہند کا مشترکہ اور متحدہ پلیٹ فارم ہے، اوراس کی خدمات کا سب کو اعتراف ہے، آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے مسلم پرسنل لا پر کئے جانے والے اعتراضات کا مثبت انداز میں جواب دینے، بورڈ کی کارکردگی سے مسلمانوں کو واقف کرانے اور بورڈ کے تمام شعبوں کو تقویت پہونچانے کی غرض سے سوشل میڈیا کے بھرپور استعمال کا فیصلہ کیا ہے، اوراس کے لئے سوشل میڈیا ڈیسک کے نام سے ایک خاص شعبہ قائم کیا ہے، جس کے ذمہ دار مولانا محمد عمرین محفوظ صاحب رحمانی سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ ہیں، جن کی نگرانی میں ٹوئٹر، فیس بک، انسٹاگرام، یوٹیوب، ٹیلی گرام اوروالٹس ایپ پر بورڈ کے آفیشل اکاؤنٹس بنائے گئے ہیں، جن کی تفصیل یہ ہے۔

فیس بک پیج: http://www.facebook.com/PersonalLawBoardOfficial

ٹویٹر: http://www.twitter.com/AIMPLB_Official

انسٹاگرام: http://www.instagram.com/allindiamuslimpersonallawaboard/

یوٹیوب چینل: http://www.youtube.com/allIndiiamuslimpersonallawboard

ٹیلیگرام: http://www.telegram.me/allindiamuslimpersonallawboard

واٹس ایپ: 8788657771

بورڈ مسلمانان ہند کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بورڈ کے کاموں اوراس کے سوشل میڈیا کاؤنٹس سے جوڑیں اور بھلائی کا پیغام عام کرنے کی جدوجہد میں شریک ہوں، اس سلسلہ میں علماء کرام اورائمہ مساجد بورڈ کی سوشل میڈا ڈیسک کا پیغام اوراس کی اپیل اپنے اپنے علاقے کے مسلمانوں تک بڑے پیمانے پر پہنچائیں۔ اخباری نمائندوں اورصحافی حضرات اپنے اپنے اخبارات میں بورڈ کی سوشل میڈیا ڈیسک کا تعارف کرائیں۔ آئی ٹی سے جڑے ہوئے جوانوں سے عرض ہے کہ وہ اپنے علم وہنر کے ذریعہ بورڈ کے اس کام کو مضبوط بنائیں۔ اسکولس اور کالجز کے طلباء وطالبات بورڈ کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر بھیجی جانے والی چیزوں سے استفادہ کریں۔ عام مسلمان بڑی تعداد میں بورڈ کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس سے جڑیں۔

نظام قضاء ایک اہم ملی ضرورت

دنیا میں قیام امن وانصاف کے لئے حکومتوں کے شعبہ میں نظام انصاف کی بڑی اہمیت ہے، امارت شرعیہ کے اندر بھی اسی مقصد کے لئے شعبۂ قضاء قیام امارت سے ہی قائم ہے، یہ ایک اہم ملی ضرورت ہے، اسلام کے فرائض میں انصاف قائم کرنے کے لئے دارالقضاء کا قیام اقوی الفرائض ہے، امر بالمعروف اورنہی عن المنکر اچھی باتوں کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا بھی اسی باب سے تعلق رکھتا ہے، ان باتوں کا اظہار حضرت مولانا محمد قاسم مظفرپوری صاحب مدظلہ نے امارت شرعیہ کے میٹنگ ہال میں گذشتہ ۵؍محرم الحرام ۱۴۴۰ھ کو بعد نماز مغرب ہندوستان کے مختلف ریاستوں سے آئے ہوئے زیرتربیت قضاء وافتاء کے علماء ومفتیان سے خطاب کرتے ہوئے کیا، آپ نے فرمایا کہ اس میں شاہد ومشہود سے نیک امور کے سلسلہ میں عہد وپیمان بھی لیا جاتا ہے، اور مظلوموں کو حق دیا جاتا ہے، آپ نے اپنے قیمتی محاضرہ کے دوران فرمایا کہ یہ کام خالص اللہ کے لئے ہے، اس میں عہدہ طلبی اور مادہ پرستی ہرگز نہ ہو، مقصد یہ رہے کہ ہمیں اللہ کی سرزمین پر اللہ کے قوانین کو نافذ کرنا ہے خواہ اس شعبہ سے منسلک ہوکر ہو یا پنچایت وحکم کے ذریعہ۔ قضاء کی تربیت میں یہ بھی خیال رہے کہ یہ علم بہت اونچا ہے، اس لئے ہم سے کوئی ایسا کام سرزد نہ ہو جس کی وجہ سے ہم پر انگلیاں اٹھنے لگے، اسی طرح قرآن کریم میں جہاں بھی آیات احکام وتحکیم صلح، فیصلہ فرائض وغیرہ ہیں ان کو تفسیر کے ساتھ ذہین میں محفوظ کیا جائے، احادیث کے ذخیرہ اورفقہ کی عبارتوں کو ذہن نشیں کی جائے، فقہ حنفی کے علاوہ دیگرائمہ کے علماء کی کتابوں کو مطالعہ میں رکھا جائے، مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ نے تمہیدی خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ دارالقضاء اورامارت شرعیہ کے دیگر شعبہ جات قرآن وحدیث سے مربوط ہیں، عہد نبوی اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس وقت بھی قیام امن کے لئے یہی شعبہ جات کام کیا کرتے تھے، آپ نے مختلف ریاستوں سے آئے ہوئے علماء اور مفتیان عظام سے کہا کہ آپ ایک ایسے ادارہ سے وابستہ ہیں جہاں ایک صدی کے فیصلہ مطبوعہ اورغیر مطبوعہ شکل میں موجود ہیں، آپ ہرلمحہ اس علم کے حصول میں لگے رہیں، مولانا مفتی محمد ثناء الہدی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے فرمایا کہ قضاۃ کرام کی صحبت سے میں نے اس بات کو محسوس کیا کہ آیات قرآنی، احادیث وفقہی عبارتوں کے فیصلہ کے اندر تطبیق کی شکل دی جائے، اورفریقین کے درمیان مساوات کا درجہ رکھا جائے، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نے مفتیان کرام کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ دفتر کے اوقات کے علاوہ خارجی اوقات میں مطالعہ کو اپنا مشن بنائیں، علمی پروگرام میں شریک رہیں۔

قاری مبین صاحب کے انتقال پر حضرت امیر شریعت مدظلہ کا اظہار غم

حضرت مولانا قاری محمد مبین صاحب خلیفہ وجانشیں حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب کے انتقال پر امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے گہرے رنج وغم کا اظہار فرمایا ہے، انہوں نے اپنے تعزیتی پیغام میں کہا کہ قاری صاحب نے خاموشی کے ساتھ دین کی بڑی خدمت کی، سینکڑوں افراد ان کی تربیت سے راہ راست پر آئے، وہ حضرت شاہ وصی اللہ صاحب کے سچے جانشیں تھے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے، جوار رحمت میں جگہ دے، پسماندگان کو صبر جمیل نصیف فرمائے اورملت کو ان کا نعم البدل عطاء کرے (آمین) حضرت قاری صاحب کے لئے جامعہ رحمانی میں اہتمام کے ساتھ ختم قرآن اورایصال ثواب کیا گیا، جس میں جامعہ رحمانی کے طلبہ، اساتذہ، منتظمین، کارکنان اورخانقاہ رحمانی کے واردین وصادرین نے شرکت کی۔

خانقاہ رحمانی مونگیر کا سالانہ فاتحہ ۱۰/۱۱؍نومبر ۲۰۱۸ء کو

خانقاہ رحمانی مونگیر میں سالانہ فاتحہ اس سال ۱۰/۱۱؍نومبر روز سنیچر اتوار کو ہوگا، خانقاہ رحمانی میں سلسلہ کے بزرگوں خصوصاً اعلی حضرت شاہ فضل رحماں گنج مرادآبادی، قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیری اور قطب زماں امیر شریعت حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی رحمہم اللہ کے لیے ختم قرآن اورایصال ثواب کا اہتمام کیا جاتا ہے، اس موقعہ پر سجادہ نشیں مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی ملک وملت کی صلاح وفلاح کے لیے دعائیں بھی فرماتے ہیں۔ خانقاہ رحمانی میں فاتحہ کے موقعہ پر عورتوں اور بچوں کا داخلہ ممنوع رہتا ہے، اس لیے آنیوالے اپنے ساتھ عورتوں اور بچوں کو ہرگز نہ لائیں، آنیوالے ۱۰؍نومبر کی صبح تک خانقاہ رحمانی پہونچ جائیں، بہتر ہے کہ ابھی سے نماز، تلاوت، درود، استغفار اور ذکرواذکار کا اہتمام کریں اور جماعت بناکر ذکر کرتے ہوئے خانقاہ رحمانی آئیں، فاتحہ کے موقعہ پر تعویذ وترکیب کے ارادے سے ہرگز نہ آئیں، تعویذ وترکیب کے لیے آنیوالے ۲۰؍نومبر کو پہلے فون سے وقت لے لیں، پھر دی ہوئی تاریخ اور وقت پر خانقاہ رحمانی آئیں، وقت لئے بغیر اس سلسلہ میں ہرگز نہ آئیں۔ خانقاہ رحمانی کے بزرگوں کا ملک وملت کی تعمیر وترقی میں بڑا اہم کردار ہے، ان کے لاکھوں مریدین ملک وبیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، لاکھوں لوگوں کو یہاں کے بزرگوں سے ہدایت کی روشنی ملی ہے، اور روحانی بیماری سے نجات حاصل ہوئی ہے۔

ووٹرلسٹ میں ناموں کا اندراج ضرور کرائیں

علماء، دانشوران اورملی رہنمائوں کی مسلمانوں سے مشترکہ اپیل

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی، مولانا سید احمد رضا مہتمم ادارہ شرعیہ، نیرالزماں امیر اجماعت اسلامی ہند بہار، ناظم اعلی جمعیت علماء ہند بہار الحاج حسن احمد قادری، جمعیت اہل حدیث بہار شیخ خورشید احمد مدنی، خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف سید شاہ ہلال احمد قادری، خانقاہ عمادیہ، پٹنہ سیٹی مولانا سید امانت حسین، مجلس علماء وامانیہ پٹنہ معروف سرجن ڈاکٹر احمد عبدالحئی، صدر اردو مشاورتی کمیٹی سید شفیع مشہدی، بہار رابطہ کمیٹی افضل حسین، مسلم مجلس مشاورت بہار انوارالہدی صاحب نے مشترکہ بیان جاری کرکے کہا کہ ہمیں بے حد خوشی ہے کہ ہم ایک بڑے جمہوری ملک کے شہری ہیں، یہاں کی جمہوریت کو مضبوط کرنا ہماری ذمہ داری ہے، جمہوریت میں ووٹ کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، اسی لئے ہر انتخاب سے قبل الیکشن کمیشن کی جانب سے ووٹرلسٹ میں نئے رائے دہندگان کا اندراج اور دیگر تصحیح کے لئے اپیل جاری کی جاتی ہے، اسی تناظر میں لوک سبھا انتخاب 2019 کے لئے الیکشن کمیشن کی جانب یہ اعلان کیا گیا ہے کہ یکم ستمبر سے 31 اکتوبر 2018 تک نئے ووٹرس کے ناموں کا اندراج نیز درج شدہ ناموں اور پتوں کی تصحیح کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مذکورہ علماء ودانشوران نے کہا کہ یہ ایک اچھا موقع ہے، کہ جن لوگوں کا نام اب تک ووٹرلسٹ میں شامل نہیں ہوسکا ہے، بطور خاص جن لوگوں کی عمر 18 سال ہوچکی ہے، وہ فی الفور اپنا نام درج کروالیں یا جن لوگوں کے نام اور پتے غلط درج ہیں، وہ اس کی تصحیح کروالیں۔ آپ بخوبی واقف ہوں گے کہ ووٹرلسٹ میں نام شامل کئے بغیر ہم اپنے حق رائے دہی کا استعمال نہیں کرسکتے ہیں۔ بنابریں جموریت اور سیکولرزم کی بقاء وتحفظ کے لئے ہماری تمام ترکوششیں رائیگاں جائیں گی، ملک کو صحیح سمت دینے میں ہم ناکام رہیں گے، کیوں کہ نہ تو ہم پارلیامنٹ اوراسمبلی میں کسی اچھے نمائندہ کو بھیج سکتے ہیں اور نہ ہی قانون ساز اداروں میں بننے والے کسی قانون میں ہمارا کوئی تعاون تسلیم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ووٹرلسٹ میں اگر نام نہ ہوتو ہماری شہریت مشکوک بھی ہوجاتی ہے، اور جس کی شہریت مشکوک ہوجائے وہ اپنے دین، اپنی شریعت، اپنے ملک اور دیگر شعار کے تحفظ وترویج کے لئے کوئی اہم کردار ادا نہیں کرسکتا۔ ووٹرلسٹ کی غیر معمولی اہمیت کے پیش نظر علماء اورائمہ مساجد سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ منبر ومحراب سے مسلمانوں کے اندر بیداری لانے کی کوشش کریں۔ ساتھ ہی ملی ودینی اورسماجی کارکنان اپنے اپنے دائرہ کار میں ووٹرلسٹ میں نئے ووٹرس کے نام شامل کرنے اور ناموں کی تصحیح وغیرہ کے لئے اس دو مہینے کی مدت میں بیداری مہم چلائیں۔ یہ ہمارا دینی، ملی اور ملکی فریضہ بھی ہے۔

حج ۲۰۱۹ کے لئے ۱۵؍اکتوبر سے فارم بھرنا شروع ہوگا

عازمین حج جلد پاسپورٹ کی کارروائی مکمل کرالیں

حج ۲۰۱۸ء کا عمل پورا ہوچکا، اب ۲۰۱۹ء کا عمل شروع ہونے والا ہے، اطلاع کے مطابق حج ۲۰۱۹ء کے لئے ۱۵؍اکتوبر ۲۰۱۸ء سے ہی فارم بھرنے کا سلسلہ شروع ہوجائے گا، اس لئے ریاستی حج کمیٹی بہار کے ذمہ داران نے ان تمام حضرات سے جو ۲۰۱۹ء میں حج کا ارادہ رکھتے ہیں، اپیل کی ہے کہ وہ وقت سے قبل اپنے پاسپورٹ کی کارروائی مکمل کرالیں اوراگر اس سلسلہ میں کوئی دشواری ہو تو دفتر ریاستی حج کمیٹی پٹنہ بہار سے رابطہ کریں، نیز اسی کے ساتھ صوبہ کے تمام علماء، ائمہ، سماجی کارکنان اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے بھائیوں سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں ترغیب حج کی تحریک چلائیں اور زیادہ سے زیادہ مسلمان حج کے مبارک فریضہ سے سبکدوش ہوں، اس ترغیبی عمل میں حصہ لے کر اجر وثواب کے مستحق بنیں۔

اعلان برائے وظیفہ

امارت شرعیہ کی جانب سے ایسے غریب اور بے سہارا بیوہ خواتین جن کے ساتھ ان کے بچے ہوں اوران کو امداد کی ضرورت ہو وہ ماہانہ وظیفہ (امداد) کے لئے درخواست دے سکتے ہیں۔ نیز طلبہ مدارس کو بھی ماہانہ تعلیمی وظیفہ دیا جاتا ہے، اس لیے صوبے وبیرون صوبے کے غریب ونادار اور مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے عربی درجات کے طلبہ جو امارت شرعیہ سے تعلیمی وظیفہ حاصل کرنا چاہیں۔ ۳۰؍محرم ۱۴۴۰ھ تک وظیفہ فارم دفتر امارت شرعیہ سے حاصل کرکے جمع کردیں۔

Volume:56/66,Issue:37 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND

THE NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

رات تو وقت کی پابند ہے ڈھل جائے گی
دیکھنا یہ ہے چراغوں کا سفر کتنا ہے
(وسیم بریلوی)

طلاق مخالف قانون شریعت اسلامی کے خلاف ہے

مولانا انیس الرحمن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف،پٹنہ

طلاق مخالف بل، جس کو مسلم ومن (پروٹیکشن آف رائٹس آن میرج) بل ۲۰۱۷ء کے نام سے پارلیامنٹ میں حکومت ہند کے وزیر قانون روی شنکر پرساد نے پیش کیا تھا اور جو اپوزیشن کے اختلاف کے باوجود بغیر کسی ترمیم کے بی جے پی نے عددی قوت کی بنا پر لوک سبھا سے پاس کرالیا، اور بعد میں اسے راجیہ سبھا میں منظوری کے لیے پیش کیا مگر وہ پاس نہ ہوسکا، یہ قانون اسلامی شریعت کے خلاف ہے اور مسلمانوں کے ہر مسلک وطبقہ کے لیے نا قابل قبول ہے، علاوہ ازیں یہ قانون کئی قسم کی خرابیوں اور نا انصافیوں پر مبنی ہے، اس سے آئین میں دیے گئے کئی بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہورہی ہے، یہ قانون مسلم عورتوں کو انصاف دلانے کے لیے نہیں بلکہ ان کے اور ان کے خاندان پر مزید ظلم ڈھانے اور مسلم مردوں کو زیادہ سے زیادہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیجنے کے مقصد سے پاس کیا گیا ہے۔

یہ قانون سپریم کورٹ کے حکم اور ہدایت اور اس کے متعدد کے بھی خلاف ہے، اور کئی قسم کے تضادات کا مجموعہ ہے، ایک طرف تو اس میں تین طلاق کو کالعدم قرار دے دیا گیا ہے، اور دوسری جانب اس پر تین سال کی سزا بھی دی جا رہی ہے، یعنی کہ طلاق واقع ہی نہی ہوئی، بیوی ابھی اس کے نکاح میں باقی ہے، لیکن شوہر کو تین سال کے لیے جیل بھی ہورہی ہے۔ کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا شخص اگر غیر جانب دار ہوکر اس قانون کو دیکھے گا تو اس کو یہ قانون غلطیوں کا پلندہ نظر آئے گا۔ اس قانون کے مشمولات ایسے ہیں جو طلاق بائن اور خلع وغیرہ کو بھی شامل ہیں، یعنی طلاق کی کوئی بھی قسم جو کہ غیر رجعی ہو وہ اس قانون کے دائرے میں آئے گی اور قابل سزا جرم قرار پائے گی۔ یہ قانون کسی بھی صورت میں مسلمانوں کے لیے قابل قبول نہیں ہے، وزیر قانون نے اس کو کیبینٹ سے پاس کرنے کے بعد اپنے اخباری بیان میں تیس مسلم ملکوں کا حوالہ دیا ہے، حالانکہ مسلم ملکوں میں سے کسی میں بھی تین طلاق کو کالعدم نہیں کیا ہے، البتہ بعض مسلک کے اعتبار سے ایک قرار دیا ہے، کسی مسلم ملک میں اسے اس طرح قابل سزا جرم نہیں تسلیم کیا گیا ہے، اور نہ ہی سزا تجویز کی گئی ہے۔

یہ قانون جس سماجی اصلاح وانصاف کے نام پر بنایا گیا ہے،، اس کا جائزہ لینے پر یہ واضح ہوتا ہے کہ بلا شبہ ہندوستان ایک بڑا جمہوری ملک ہے، جس میں مختلف ذات، مذہب اور رسم ورواج کے پابند مرد، عورت اور بچے ہیں، ان کے مختلف پرابلم و پریشان کن مسائل بھی ہیں، خاص طور پر ہندوستانی عورتوں کے ساتھ صنفی امتیاز کے بے شمار واقعات ہر روز ہوتے ہیں، اگر ہم ۲۰۱۱ء کی مردم شماری اور کرائم بیورو آف انڈیا کی رپورٹ میں آئے اعداد و شمار کو دیکھیں تو مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

پورے ملک میں ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے کل 4,28,44,231 (چار کروڑ اٹھائیس لاکھ چوالیس ہزار دوسو اکتیس) بیوہ عورتیں ہیں، جن میں سے 3,56,77,567 (تین کروڑ چھپن لاکھ ستہتر ہزار پانچ سو سڑسٹھ) بیوہ عورتیں ہندو مذہب کی ہیں یعنی کل بیوہ عورتوں کی تعداد کا 83.27 فیصد حصہ ہندو مذہب میں ہے۔ کیا یہ عورتیں ایسی نہیں ہیں کہ سرکار ان کے بارے میں سوچے اور ان کو بھی انصاف دلانے کی فکر کرے، اعداد وشمار پر نظر ڈالی جائے تو ایک بڑی تعداد ہندو بیوہ عورتوں کی وہ ہے جن کی عمر ۴۰ سال سے کم ہے، جو سماج کے دباو میں تجرد کی زندگی گذار رہی ہیں۔ چونکہ ہندو مذہب اور سماج نکاح ثانی کی اجازت نہیں دیتا ہے، جس کی وجہ سے بیوہ عورتیں نا قابل بیان ظلم کا شکار ہورہی ہیں۔

اس کے علاوہ 23,45,194 (تئیس لاکھ پینتالیس ہزار ایک سو چورانوے) عورتیں ایسی ہیں جنہیں ان کے شوہروں نے بغیر طلاق دیے چھوڑ دیا ہے، جو تجرد کی زندگی گذار رہی ہیں حالانکہ وہ شادی کے بندھن میں بھی بندھی ہوئی ہیں۔ ان میں 19,04,390 (انیس لاکھ چار ہزار تین سو نوے) عورتیں ہندو ہیں۔ یعنی کل معلقہ عورتوں کا 81.20 فیصد حصہ ہندو مذہب میں ہے۔ اگر مطلقہ خواتین کی تعداد کی بات کی جائے اور مذہبی اعتبار سے جائزہ لیا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم خواتین میں طلاق کا فیصد ہندو خواتین میں طلاق کے فیصد سے کم ہے۔ ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق جہاں مسلم خواتین میں مطلقہ خواتین 0.25% ہیں تو دوسری طرف ہندو عورتوں میں یہ فیصد 0.40% ہے۔ ایک بات یہ بھی ذہن میں رکھنی ضروری ہے کہ اکثر مسلمان مطلقہ عورتوں کی دوسری شادی ہوجاتی ہے اور بہت ہی کم تعداد میں مسلم عورتیں ایسی ملیں گی جو طلاق کے بعد تجرد کی زندگی گذار رہی ہوں، جب کہ اس کے برخلاف ہندو عورتوں کی ایک بڑی تعداد طلاق ہونے کے بعد دوسری شادی نہیں کر پاتی ہیں اور تنہا زندگی گذارنے پر مجبور ہوتی ہیں۔ اسی طرح اگر ہم نیشنل کرائم ریکارڈ بیورو کے عورتوں کے خلاف جرائم کے پچھلے پانچ سالوں کے اعداد و شمار پر نظر ڈالیں تو مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔ ۲۰۱۰ء سے ۲۰۱۵ء کے بیچ کل 1,858,980 (اٹھارہ لاکھ اٹھاون ہزار نو سو اسی) جرائم کے واقعات عورتوں کے خلاف ہوئے۔ جن میں سے 57,048 (ستاون ہزار اڑتالیس) عورتوں کا جہیز وغیرہ کی بنیاد پر قتل ہوا، یا انہوں نے عاجز آکر خودکشی کر لی۔ 768,252 (سات لاکھ اڑسٹھ ہزار دوسو باون) عورتیں شوہروں یا ان کے رشتے داروں کے ظلم کا شکار ہوئیں۔ 211,045 (دولاکھ گیارہ ہزار پینتالیس) واقعات عصمت دری کے، 331,368 (تین لاکھ اکتیس ہزار تین سو اڑسٹھ) واقعات اغوا کے، 364,328 (تین لاکھ چونسٹھ ہزار تین سو اٹھائیس) وارداتیں چھیڑ چھاڑ کی 58,713 (اٹھاون ہزار سات سو تیرہ) واقعات جنسی استحصال کے پیش آئے، 14,570 (چودہ ہزار پانچ سو ستر) لڑکیوں کی تسکری ہوئی، 1,938 (ایک ہزار نو سو اڑتیس) واقعات حقوق نسواں قانون کی خلاف ورزی کے ہوئے۔ ہمیں ان اسباب و واقعات کا پتہ لگانا چاہئے کہ قتل، اغوا، ظلم، عصمت دری اور بے سہارا چھوڑ دینے کے یہ واقعات کیوں انجام پا رہے ہیں، یہ سبھی جرائم ایسے ہیں، جن کے خلاف پہلے سے قانون موجود ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جو قوانین پہلے سے موجود ہیں وہ ان جرائم کی روک تھام میں کیوں نا کام ہیں؟ اور کیا وجہ ہے کہ سالانہ شوہروں کے ذریعہ اپنی بیویوں سے چھٹکارا پانے کے لیے قتل جیسے سنگین واقعات ہورہے ہیں؟ ہم نے اپنے جائزے میں پایا کہ قتل کے یہ واقعات کشمیر اور کشن گنج جیسے مسلم اکثریتی علاقوں میں نہ کے برابر ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہندو شوہروں کے لیے اپنی بیویوں کو طلاق دینا مشکل ہوتا ہے، جس کی وجہ سے یا تو انہیں بے سہارا چھوڑ دیتے ہیں یا قتل جیسے سنگین واردات کو انجام دیتے ہیں۔ کیا عدالتیں ان قاتل شوہروں کو پھانسی کی سزا دیں گی؟ ہمیں تو عدالتی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی ہے، حالانکہ ہر سال سات سے آٹھ ہزار شوہر اپنی بیویوں کو قتل کردیتے ہیں، یا ان کی موت کی وجہ بنتے ہیں۔ ایسی حالت میں اسلام کا نظام طلاق رحمت نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے مسلم مرد اپنی زیادتیوں کے باوجود اپنی مسلمان بیویوں کو قتل نہیں کرتے ہیں اور اس کے لیے مسلم معاشرہ قابل ستائش ہے، لیکن ہم مسلم شوہروں کی طرف سے کی جانے والی زیادتیوں کے بارے میں کہیں گے کہ ان کی اصلاح کی ضرورت ہے، یہ اصلاح تعلیم، بیوی کی عزت وعظمت کے اظہار، سماجی زیادتیوں کی اصلاح کے لیے ترجیحی مہم سے ہوسکتی ہے۔

مرکزی حکومت نے بقول وزیر قانون، مسلم شوہروں کی طرف سے تین طلاق کے واقعات سے متاثر ہوکر مسلم ومن (پروٹیکشن آف رائٹس آن میرج) بل ۲۰۱۷ء کو لوک سبھا سے پاس کیا ہے۔ اس بل کے مسودے میں مقاصد واسباب کے بیان کے تحت لکھا گیا ہے کہ:

''مورخہ ۲۲ اگست ۲۰۱۷ء کو عدالت عظمیٰ نے سائرہ بانو بنام یونین آف انڈیا و دیگر اور دیگر متعلق مقدمات میں 2:3 کی اکثریت سے طلاق بدعت (ایک ہی وقت اور ایک ہی بار میں تین طلاق دیے جانے کو) بعض مسلم شوہروں کی جانب سے اپنی بیویوں کو طلاق دینے کے لیے طلاق بدعت کے طریقہ کے اپنائے جانے کو کالعدم کر دیا، اس فیصلہ نے ہندوستانی مسلم عورتوں کو، بعض مسلم شوہروں کی جانب سے استعمال کیے جانے والے ایک ایسے پرانے، بے قاعدہ اور عجیب طریقۂ طلاق سے آزادی دلانے کے لیے حوصلہ فراہم کر دیا، جس میں مصالحت کی گنجائش نہیں ہوتی تھی۔''

یہاں پر سب سے بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب عدالت نے کالعدم قرار دے دیا، یعنی اس کو بے اثر مان لیا، تو کسی بے اثر لفظ کو بولنے کو قابل سزا جرم قرار دینا وہ بھی تین سال قید اور جرمانہ کی سزا جو قابل دست اندازی پولیس اور غیر ضمانتی ہوگا؛ کیسے درست ہوسکتا ہے، اس طرح کی سزا تو اغوا اور ڈکیتی جیسے سنگین جرائم کی سزا ہے، یہ نکاح وطلاق جیسے سول قانون کے لیے قطعی مناسب نہیں ہے، جبکہ یہ لفظ معاشرہ میں گالی بھی نہیں سمجھا جاتا کہ آپ کہنے لگیں کہ ایک گالی جیسے لفظ کو بولنے کی سزا ہے یہ۔

اسی مسودے میں قانون بنانے کی وجہ کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''عدالت عظمیٰ کی طرف سے طلاق بدعت کو کالعدم قرار دیے جانے اور مسلم پرسنل بورڈ کی یقین دہانی کے باوجود ملک کے مختلف حصوں سے طلاق بدعت کے ذریعہ طلاق دینے کی خبریں موصول ہوئی ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طلاق بدعت کے کالعدم کیے جانے نے بعض مسلمانوں کے لیے اس طریقہ سے طلاق دیے جانے کی تعداد میں کمی لانے میں کوئی تنبیہی اثر نہیں کیا، اس لیے محسوس کیا گیا کہ عدالت عظمیٰ کے حکم کو موثر بنانے کے لیے اور غیر قانونی طلاق کے متاثرین کو راحت دلانے کے لیے ریاستی عمل کی ضرورت ہے۔''

وزیر قانون کی یہ دلیل قابل غور ہے کہ عدالت عظمیٰ کے فیصلہ کے بعد بھی واقعات ہورہے ہیں تو اس کے خلاف قانون بنا دیا جائے۔ سب سے پہلی بات تو جو تعداد پارلیامنٹ میں حکومت کی طرف سے بتلائی گئی غالباً ۶۶ کی ہے، یہ تعداد بیس کروڑ مسلم آبادی میں تین چار مہینے کی مدت میں کیا بہت زیادہ ہے؟ (بقیہ صفحہ ۱۰ پر)